﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک22اپریل 2016ء — 14/رجب 1437 ہجری قمری ❁ 22/شہادت 1395 ہجری شمسی — شمارہ17

اولاد کا اکرام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور ان کی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔

(ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد و الاحسان۔حدیث نمبر3671)

وہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو نثار کردیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی راہ میں جان دے دیں اور وہ زندگی کے خواہاں نہیں ہوتے۔ پس اللہ کے کرم کا تقاضا ہے کہ انہوں نے جو پیش کیا ہے وہ اسے اپنی جناب سے بڑھا کر انہیں لَوٹائے اور جو رشتہ وہ توڑ رہے تھے اسے جوڑ دے اور اسی طرح اس کی سنّت اپنے بندوں میں جاری ہے کہ وہ احسان کرنے والوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور وہ جو اس کے لئے تذلّل اختیار کرتے ہیں وہ انہیں ذلّت کی مار نہیں مارتا بلکہ وہ عزت دیئے جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو ایسا خزانہ سمجھتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور ایسا چشمہ جو نہیں رکتا۔ اور ایسا محافظ جو نہیں سوتا اور ایسا نگہبان جو ادائیگی فرض سے پیچھے نہیں ہٹتا اور وہ ایسا بادشاہ ہے جو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ ایسا محبوب ہے جو کھویا نہیں جاتا اور ایسا مخدوم جو ناقدری نہیں کرتا اور ایسا عالی مرتبت جس کے لئے کوئی پستی نہیں۔ ایسا سمندر جس کا پانی کم نہیں ہوتا اور ایسا زندہ ہے جسے کوئی عُسرت نہیں اور ایسا طاقتور ہے جس میں کوئی کمزوری نہیں اور ایسا حاکم ہے جو رسول بھیجتا اور نمائندگی کا شرف بخشتا ہے۔ وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ ساری مخلوق اس کے کلمات سے پیدا کی گئی ہے اور وہ اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کی کئی بار آزمائش کی جاتی ہے پھر ان کا رب انہیں بچا لیتا ہے اور ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کی اس آزمائش کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ تا ان پر اللہ کا فضل ظاہر ہو اور جاہل جان لیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ شراب طہور کو چُسکیاں لے لے کر پیتے ہیں ان کے دل نور سے لبریز کئے جاتے ہیں۔ تُو ان کے چہروں پر اللہ کے اکرام اور بشاشت کے آثار دیکھے گا اور اللہ کے ہاتھوں انہیں ہر طرح کی آسودگی دی جاتی ہے۔

اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ غیر معمولی مضبوط دل والے ہوتے ہیں جو بیابانوں میں گھس جاتے ہیں جہاں صرف بہادر ہی گھس سکتا ہے۔ وہ اپنی جانوں کو خدائے قدیر کی رضا حاصل کرنے کی خاطر قربان کردیتے ہیں۔ تُو انہیں اپنے کئے پر حسرت کا اظہار کرنے والا نہیں پائے گا بلکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اموال آسمان میں جمع کر رہے ہیں اور وہاں نہ تو کوئی چور چوری کرسکتا ہے اور نہ ہی ان سے کوئی چھین سکتا ہے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ یہ لوگ خدائے غفار کے ہاتھوں سے نچوڑے ہوئے شہد کی طرح ہیں اور وہ دوسروں کی وساطت کے بغیر صرف اپنے ربّ سے تعلیم پاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ انہیں دیا جاتا ہے۔ یا وہ شاخ دار درخت کی طرح ہوتے ہیں جسے چرواہا اپنے ڈھانگے سے جھکاتا ہے۔ نہ درخت کے ان پتوں کی طرح جو چرواہے کے التزام کے بغیر خود بخود گرتے ہیں۔ اور ان کی نظریں اپنے ربّ پر لگی رہتی ہیں اور وہ حجاب میں نہیں رکھے جاتے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کو پانے کے لئے بھاگ دوڑ کے بغیر (بلا روک ٹوک) پوری کوشش کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں (اللہ کی محبت کی) آگ شعلہ زن رہتی ہے اور وہ اس اَلاؤ کو بھڑکائے رکھتے ہیں۔ اور اس (آتش محبت) سے مشقت میں پڑ کر بڑے اہم امور انجام دیتے ہیں اور اس آگ کی قوت سے ایسے خارق عادت افعال انجام دیتے ہیں جو مخلوق کو تعجب میں ڈالتے ہیں اور عقل وفہم حیران رہ جاتی ہے۔ اور تُو ان کے اعمال میں چستی دیکھے گا نہ کہ سستی اور اَڑیل پن۔ اے سُننے والے! اگر تُو تعجب کرے تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تُو اہل بصیرت میں سے نہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ انہیں عذاب نہیں دیا جاتا اور ان کے لئے دکھ درد انعام کی طرح بنا دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کو ایسی جگہوں سے رزق عطا کیا جاتا ہے جو ان کے گمان سے بھی باہر ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ انہیں ربّ جلیل وجبّــــار کے حرم میں قرب اور مقام حاصل ہوتا ہے۔ پس (خدا کے) حرم سے وابستہ کو آگ میں کیسے ڈالا جاسکتا ہے اور کیونکر ان کو عذاب دیا جاسکتا ہے اور ان کی اولاد بلکہ ان کی اولاد در اولاد کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا اور ان میں سے ہر ایک پر رحم کیا جاتا ہے اور اللہ ان کی نسل میں برکت رکھ دیتا ہے۔ پس وہ برکتوں میں ہر روز بڑھتے ہیں اور ہم وہ وجہ بتاتے ہیں جس کے باعث اللہ ان کے لئے یہ تمام مراعات لازم فرما دیتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کو کثرت بخشے اور انہیں راحت عطا فرمائے اور تمام تکلیفیں ان سے دُور رہیں۔ اور وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو نثار کردیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی راہ میں جان دے دیں اور وہ زندگی کے خواہاں نہیں ہوتے۔ پس اللہ کے کرم کا تقاضا ہے کہ انہوں نے جو پیش کیا ہے وہ اسے اپنی جناب سے بڑھا کر انہیں لَوٹائے اور جو رشتہ وہ توڑ رہے تھے اسے جوڑ دے اور اسی طرح اس کی سنّت اپنے بندوں میں جاری ہے کہ وہ احسان کرنے والوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور وہ جو اس کے لئے تذلّل اختیار کرتے ہیں وہ انہیں ذلّت کی مار نہیں مارتا بلکہ وہ عزت دیئے جاتے ہیں اور وہ (شخص) جس نے اپنے رب سے اخلاص کا معاملہ رکھا اور عہد پورا کیا اور اپنا حال پوشیدہ اور مخفی رکھا تو پھر اللہ بھی ایسے شخص کو گمنامی کے گوشوں میں پڑا رہنے نہیں دیتا بلکہ اسے اکرام وعزت دیتا اور عام لوگوں اور اپنے بھائیوں میں اس کی عزت افزائی کی خاطر اس کا لطف وکرم جوش مارتا ہے۔ وہ (خدا) پسند فرماتا ہے کہ جس طرح بھوکا شخص کھانے کی زبردست اِشتہا رکھتا ہے۔ ایسے ہی وہ اس شخص کے ذکر کو دُور دُور کے ممالک میں بلند کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کا مقرب بندہ مسور کی دال پر (ہی) قناعت کرلیتا ہے اور تنعّم اور عیش کوشی سے نفرت کرتا ہے تو اس کا ربّ (اس سے) اس کے برعکس معاملہ کرتا ہے اور اسے پھلوں کے خوشے اور انار عطا کرتا ہے۔ وہ گوشۂ تنہائی اختیار کرتا ہے تا کہ وہ تا دمِ مرگ مستور زندگی گزارے۔ لیکن اللہ وحی کے ذریعے اسے اس کے حجرہ سے باہر نکالتا ہے پھر وہ اپنی مخلوق کو، اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ اس کے پاس تحفے اور نعمتیں لے کر آتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور زمین میں اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور آسمان کے باسیوں میں یہ منادی کردی جاتی ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس سے اخلاص رکھتے ہیں۔ اللہ ایسے مقرب الٰہی کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ یہ ہے صلہ اُن لوگوں کا جو اپنے پورے وجود سے اللہ کے ہو جاتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ وہ اس امر کا فیصلہ کر لیتے ہیں کہ وہ اسی کے ہیں پھر اس کے بعد وہ مرتے دم تک اپنے قول وقرار کو بدلتے نہیں اور وہ اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔(مع اردو ترجمہ) صفحہ 71 تا 76)

❁...... بعض لوگ اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اسلام خودکش حملوں کی یا دہشت گردی کی اجازت دیتا ہے۔لیکن درحقیقت اِس میں کوئی سچائی نہیں۔ ❁......آج کے دور کی جنگیں اسلامی یا مذہبی جنگیں نہیں ہیں بلکہ یہ جنگیں معاشی یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کی نیت سے لڑی جا رہی ہیں۔اور اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔ ❁...... سچے اور حقیقی اسلام سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات امن کے قیام، برداشت اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی ترغیب دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسلامی تعلیمات انسانی اقدار کو قائم کرتی ہیں اور تمام انسانوں کی عزت، وقار، اور آزادی کی علمبردار ہیں۔ ❁......اسلامی عقائد مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر کے علمبردار ہیں۔اسلام میں ہرفرد کو نہ صرف اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے کی اجازت ہے بلکہ اس مذہب کی تبلیغ کرنے کی بھی کھلی اجازت ہے۔ ❁...... ہر شخص چاہے وہ مذہبی رجحان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اسے اسلام قبول کرنے کی آزادی ہے۔لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس کا اسلام قبول کرنا اس کی اپنی مرضی سے ہو اور وہ یہ فیصلہ بغیر کسی دباؤ کے کرے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑنا چاہے تو قرآنی تعلیمات کے مطابق ایسے آدمی یا عورت کو اسلام کو چھوڑنے کا بھی حق حاصل ہے۔ ❁...... یہ بات کہ اسلام میں مرتد ہونے کی سزا ہے ایک غلط اور بے بنیاد الزام ہے۔ ❁......اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا لوگوں کی عمومی رائے قائم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس لیے میڈیا کو اپنی اس طاقت کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ بھلائی اور امن کے قیام کے لئے کرنا چاہئے۔ ❁...... ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور جنگیں جن میں مسلمان ملوّث ہوں ان کو فوراً اسلامی تعلیمات سے جوڑ دیا جاتا ہے۔جبکہ ان لوگوں اور جماعتوں کی آوازیں جو اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیمات کو پھیلانے کی جدوجہد کر رہی ہیں ان کی آواز کو یا تو سنا ہی نہیں جاتا اور پھر نہ ہی ان کی کوئی وسیع پیمانے پر مناسب تشہیر کی جاتی ہے۔میرے نزدیک یہ بات نہایت غیر منصفانہ اور منفی نتائج کی حامل ہے۔ ❁...... عالمی سیاست میں دہشت گردی کو شکست دینے کے لئے ضروری ہے کہ امن کا قیام ہمارا انتہائی مقصد ہو۔اور اس کے لئے سب لوگوں کا اتفاق ضروری ہے۔ ❁...... میرا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک دنیا اپنے خالق کو نہیں پہچانتی اور اسے تمام جہانوں کا رب تسلیم نہیں کرتی حقیقی انصاف غالب نہیں آسکتا۔نہ صرف یہ کہ حقیقی انصاف غالب نہیں آئے گا بلکہ دنیا ایک نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن نیوکلیئر جنگ کا سامنا کرے گی جس کے نتائج ہماری مستقبل کی نسلوں کو دیکھنے پڑیں گے۔

(جماعتِ احمدیہ برطانیہ کی تیرھویں سالانہ امن کانفرنس میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت
اسلام کی خوبصورت اور بے مثال تعلیم کے مطابق دنیا میں قیامِ امن کے بارہ میں بصیرت افروز خطاب)

تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، سرکاری عہدیداران، میئرز و دیگر معززین کی شرکت

(رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 19/ مارچ 2016ء کی شام مسجد بیت الفتوح میں تیرھویں سالانہ امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔اس تقریب میں سیکرٹریانِ سٹیٹ، ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، تیس سے زائد ممالک کے سفارتکاروں، جرنلسٹس، مختلف شعبہ ہائے تعلیم کے ماہرین اور مفکرین ، سرکاری عہدیداران، میئرز و مختلف مذاہب، چیریٹیز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احمدی، غیر احمدی و غیر مسلم معزز خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ مسجد تشریف لانے والے مہمان آمد پر رجسٹریشن کے بعد کانفرنس ہال میں تشریف لاتے ۔اس موقع پر بعض مہمانوں کو مسجد بیت الفتوح کے مختلف حصوں کا تعارفی دورہ بھی کروایا گیا۔

حضورِ انور نے طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں تقریب کے آغاز سے قبل بعض معززین کو الگ سے شرفِ ملاقات بخشا اور سات بجکر پچیس منٹ پر طاہر ہال میں رونق افروز ہوئے۔ حضورِ انور کے ہال میں تشریف لانے پر حاضرین نے کھڑے ہو کر حضورِ انور کا استقبال کیا۔اس تقریب میں ماڈریٹر کی خدمات محترم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ انگلستان نے سرانجام دیں۔تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ نصر احمد ارشد صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ انگلستان نے سورۃ المائدہ کی آیات 8 تا 10 کی تلاوت کی جن کا انگریزی ترجمہ احمد نورالدین جہانگیر خان صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ انگلستان نے پیش کیا۔

اس کے بعد محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایک مختصر تعارفی تقریر میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ دنیا میں امنِ عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور ان خراب سے خراب تر ہونے والے حالات کو بہتر بنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز متعدد ممالک میں اسلامی راہنما اصولوں پر مبنی تقاریر و لیکچرز فرما چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 107 سال سے بدستور جماعتِ احمدیہ خلافتِ احمدیہ کی سرکردگی میں امن اور محبت اور بھائی چارہ کے پیغام کو دنیا میں نہ صرف پھیلا رہی ہے بلکہ اس کی عملی تصویر بھی دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔انہوں نے بتایا کہ حضورِ انور کی ہدایات کی روشنی میں انگلستان کے پچاس لاکھ کے قریب گھروں میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کا امن کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ امسال اس امن کانفرنس کا عنوان Justice is the Foundation for Lasting Peace ہے۔

اس کے بعد مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے ویٹیکن (Vatican) سے تعلق رکھنے والے پونٹیفکل کاؤنسل فار جسٹس اینڈ پیس (Pontifical Council for Justice and Peace) کے صدر H.Em. Card. Peter Kodwo Appiah Turkson کے پیغام سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کو سراہتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے جماعتِ احمدیہ بہت عمدہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔اور پوپ فرانسس کی دی ہوئی اجازت سے مَیں آپ لوگوں کی ان کاوشوں کو سراہتا اور ان کی پُرزور تائید کرتا ہوں۔

اس کے بعد لندن کے علاقہ مچم اور مورڈن (Mitcham & Morden) سے منتخب ہونے والی ممبر آف پارلیمنٹ شیوون مکڈونہ (Siobhan McDonagh) اسٹیج پر تشریف لائیں۔شیوون برطانوی ایوانِ زیریں میں قائم آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ مسلم کمیونٹی کی چیئر پرسن ہیں۔شیوون نے حال ہی میں پارلیمنٹ میں 'پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال' کے عنوان پر ایک تفصیلی نشست کروائی ہے۔

موصوفہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک مضبوط شخصیت قرار دیا۔موصوفہ نے کہا کہ ان کی خوش نصیبی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی مرکزی مسجد مرٹن کاؤنسل (Borough of Merton) میں واقع ہے۔موصوفہ نے جماعتِ احمدیہ کی خدماتِ انسانیت اور قیامِ امن کے لئے کی جانے والی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی بھرپور تائید کی۔

شیوون نے اپنی تقریر میں فروری 2016ء

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 397

مکرم وسیم محمد صاحب (1)

مکرم وسیم محمد صاحب کا تعلق شام سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1975ء میں ہوئی اور پھر انہیں اٹھارہ سال کی عمر میں 1993ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ اپنے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

میرے والد صاحب خطاطی، مساجد میں آیات قرآنیہ کی کتابت اور کیلیگرافی کے کام سے مساجد کی تزئین وآرائش کے پیشے سے منسلک تھے، نیز حسب حالات کبھی کبھی بینرز وغیرہ بھی لکھنے کا کام کر لیتے تھے۔

جنّیہ سے شادی اور بربادی!

ہمارا خاندان میری پیدائش کے چھ ماہ بعد ہی 1975ء کے اواخر میں متحدہ عرب امارات میں منتقل ہوگیا۔ میرے والد صاحب کے مالی حالات بہت اچھے تھے۔ بچپن ہی سے میں والد صاحب کی زبانی جنّوں کے قصّے سنتا تھا۔ گو میرے والد صاحب بہت ذہین اور متناسب شخصیت کے مالک تھے لیکن شاید کسی نفسیاتی مشکل کی وجہ سے وہ اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ انہوں نے خواب میں ایک جنّیہ سے شادی کی تھی اور اسی جنّیہ نے مالی طور پر اتنی مضبوط پوزیشن کے حصول میں ان کی مدد کی ہے۔ لیکن 1983ء میں میرے والد صاحب کے بعض دوستوں نے فرنیچر، گھریلو ساز وسامان اور گھڑیوں وغیرہ پر مشتمل کاروبار کا مشورہ دیا اور والد صاحب اپنی بھلے مانسی کی وجہ سے اس تجارت کے لئے راضی ہوگئے اور پھر اس پراجیکٹ کی مالی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنی مالی استعداد سے بھی بڑھ کر قرض لے لیا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک تو اس عرصہ میں ایران عراق جنگ کی وجہ سے متحدہ عرب امارات کے اقتصادی حالات پر بہت برا اثر پڑا۔ دوسرے والد صاحب نے اپنی بھلے مانسی اور نرم دلی کے باعث بہت سا مال ادھار فروخت کیا جس کی وجہ سے ان کی تجارت خسارے کا شکار ہوگئی اور کاروبار کو شروع کرنے کے لئے جو قرض لئے تھے ان کی عدم ادائیگی کی بناء پر والد صاحب کو کئی بار تین تین اور چھ چھ ماہ کے لئے جیل جانا پڑا۔ ایسی حالت میں جب ان سے پوچھا جاتا کہ کہاں ہے وہ جنّیہ جو آپ کی مدد کرتی تھی؟ تو وہ یہی جواب دیتے اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔

احمدیت سے تعارف

بہر حال ان حالات کی وجہ سے والد صاحب نے 1988ء میں والدہ صاحبہ اور ہم بہن بھائیوں کو تو شام واپس بھیج دیا جبکہ خود وہ وہیں پر رہنے پر مجبور تھے کیونکہ ان پر کیسز کی وجہ سے ان کا پاسپورٹ عدالت کے قبضے میں تھا۔

مَیں امارات میں سلفی طرزِ فکر کو لے کر پروان چڑھنے کی بناء پر شام واپس آنے کے بعد بھی میں مختلف مساجد میں بعض علماء کے دروس سے استفادہ کرنے لگا۔

اسی عرصہ میں میرا تعارف اپنے ہمسائے ابو رأفت کی فیملی سے ہوا جو مضبوط تعلق میں بدل گیا۔ اس وقت میری عمر 15 سال تھی۔ ابو رأفت کا محمد یونس نامی ایک بیٹا میرا ہم عمر تھا۔ وہ مجھے اکثر بتاتا کہ ابوعبود نامی ایک شخص ان کی فیملی کا دوست ہے جو اپنی نیکی تقویٰ، محبت اور بھلے مانسی کے باعث ہر دل عزیز شخصیت کا مالک ہے۔ نیز وہ بتاتا کہ ابوعبود ان کی فیملی کو بتاتا ہے کہ دجّال ظاہر ہو چکا ہے اور امام مہدی آگیا ہے۔ اسی طرح انسانوں پر سوار ہوجانے والے جنّوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔ مجھ پر اس آخری بات کا بہت شدید اثر ہوا کیونکہ میں تو بچپن ہی سے اپنے والد صاحب کی زبانی یہی سنتا آیا تھا کہ جنّ ان کی مدد کرتے ہیں اور جب وہ اپنی مدد واپس لے لیتے ہیں تو انسان مشکلات کا شکار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوگا تو وہ خزانے بانٹے گا۔ اب یہ کیسے مان لیا جائے کہ امام مہدی ظاہر ہوگیا ہے جبکہ نہ امام مہدی نے جنگیں کی ہیں، نہ عدل پھیلایا ہے اور نہ خزانے بانٹے ہیں۔

تحقیق کا فیصلہ

میرا دوست محمد یونس مجھے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کرتا لیکن وہ مجھے مطمئن نہ کرسکتا۔ ایک روز تنگ آکر اس نے کہا تم ابوعبود کے ساتھ ایک نشست کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے فورًا کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ دمشق شہر کے شاغور نامی علاقے میں ہم ابوعبود صاحب سے ملنے کے لئے چلے گئے۔ ابوعبود صاحب نے میرے ساتھ نماز کے فلسفہ، سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور بعض متفرق امور کے بارہ میں بات کی۔ ان کا میرے ساتھ بیٹھنا اور مسکراتے چہرے کے ساتھ پوری توجہ سے میری بات سننے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ وہاں سے لَوٹنے کے ساتھ ہی مَیں نے حقیقت کی تلاش کا سفر شروع کردیا۔ مجھے مختلف عقائد اور اسلامی مسائل کے بارہ میں احمدی افکار کا تو پتہ چلتا رہتا تھا چنانچہ میں ان کو لے کر کبھی کسی شیخ کے پاس اور کبھی کسی مولوی کے پاس چلا جاتا اور بغیر بتائے ان سے انہی امور کے بارہ میں سوال کرتا، پھر ان کے جوابات اور جماعت احمدیہ کے موقف کا موازنہ کرتا۔ مجھے ہر بار جماعت احمدیہ کے موقف کی علوّ شان اور مضبوطی کا اعتراف کرنا پڑتا۔ ایک عرصہ تک ایسا کرنے کے بعد بالآخر مَیں اس تحقیق کے سفر میں احمدیت کی صداقت کا قائل ہوگیا۔

بیعت اور اخوت کی حلاوت

1993ء میں مَیں انٹر کا طالبعلم تھا جب اچانک ابوعبود صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ میں انہی ایام میں ابوعبود صاحب کے گھر گیا اور ان کے بیٹے عبدالقادر عودہ صاحب سے ملا، وہاں میری دیگر نوجوانوں کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ نوجوان اکٹھے ہوکر دینی امور کے بارہ میں باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہیں پر بیعت فارم پر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کردیا۔ اس وقت میری عمر 18 سال تھی۔

یہ شاید میری زندگی کے حسین ترین دن تھے۔ باہمی اخوت اور محبت کی لذت سے مجھے پہلی دفعہ آشنائی ہوئی تھی۔ اس وقت ہم تقریباً دس نوجوان تھے پھر اگلے پانچ سات سالوں کے درمیان ہماری تعداد تیس تک پہنچ گئی۔ ہمارا باہمی تعلق اور محبت اس حد تک مثالی تھی کہ بعض نوجوانوں نے اس غیر معمولی محبت کو ہی احمدیت کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہوئے بیعت کی اور بعد میں باقی مسائل کے بارہ میں تحقیق کی۔

مخالفت اور تشدد کا سامنا

اس عرصہ میں مجھے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور اہل خانہ کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے اکثر والدہ صاحبہ سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ مار بھی کھانی پڑتی تھی کیونکہ ہمارے اس معاشرے میں کسی ایسی جماعت سے منسلک ہونا ناقابل قبول تھا جس کے حقیقی نام سے بھی اکثر لوگ ناواقف تھے اور جو اس کو ایک معیّن نام سے پکارتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ جماعت مسلمان تو کیا عیسائیت یا یہودیت سے بھی بدتر تھی۔

تعذیب کے باوجود ثبات کی توفیق

1994ء میں مَیں یونیورسٹی میں پہلے سال کا طالبعلم تھا جب ایک روز مجھے سی آئی ڈی کی ایک شاخ کی طرف سے بغرض تحقیق حاضر ہونے کا نوٹس ملا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہی نوٹس ابو رأفت کے تمام بیٹوں یعنی محمد یونس، رأفت یونس اور ندیم یونس کو بھی موصول ہوا ہے۔ ہم حاضر ہوئے تو پہلے روز سے ہی تحقیق کا محور ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ ہم آج سے جماعت احمدیہ سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ تحریر ہمیں دے کر اس پر دستخط کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ہمارا مشترکہ جواب یہی تھا کہ آپ نے جو کرنا ہے کرلیں ہم جماعت سے علیحدگی کا اعلان نہیں کرسکتے۔ مجھے آج بھی اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت اتنی قوت اور جرأت کہاں سے آگئی کہ ہم نے ایک سی آئی ڈی کی برانچ میں بیٹھ کر ان کے مطالبے کو جرأت سے ردّ کردیا۔ یہ بات اس لئے بھی تقریبًا ناممکن سی نظر آتی تھی کیونکہ سی آئی ڈی کی یہ برانچ بدترین شمار ہوتی تھی اور لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اس میں جاکر کسی کو ’’نہ‘‘ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

اس برانچ میں پہلے تو ہمیں ڈرایا دھمکایا گیا۔ پھر ہمیں اپنے مؤقف سے ہٹانے کے لئے ہر قسم کی تعذیب کا طریق اپنایا گیا۔ کبھی ہمیں تھپڑوں اور مکّوں سے مارا گیا تو کبھی لاتوں سے۔ کبھی ڈنڈے برسائے گئے تو کبھی بجلی کی تاروں کے ہنٹر سے ہمارے چہروں اور جسموں پر ظلم کی داستان لکھی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ دوران تحقیق میری جیب سے سی آئی ڈی کے ممبر نے ایک کاغذ نکال کر پڑھا تو وہ حضرت خلیفہ رابعؒ کی خدمت میں دعائیہ خط تھا۔ اسے پڑھ کر تو وہ جیسے پاگل ہی ہوگیا۔ اس نے مجھے بے تحاشا مارتے ہوئے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو خط کیونکر لکھ سکتے ہو؟ میں نے اس کے مارنے کے دوران ہی کہا کہ یہ شخص نہایت عظیم انسان ہے اس لئے اسے خط لکھنا بھی باعث عزّ وشرف ہے۔ یہ جواب سننا تھا کہ اس کا غصہ دوچند ہوگیا اور اس نے بجلی کی تاروں والا ہنٹر میرے جسم پر پوری قوت کے ساتھ برسایا لیکن مَیں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس وقت خلیفۂ وقت کے مقام کی غیرت کے جذبہ سے اس قدر سرشار تھا کہ مجھے اس کے ہنٹر کی تکلیف کا کچھ احساس نہ ہوا۔

الغرض تین ماہ تک تذلیل وتحقیر اور تعذیب وتشدد کا شکار رہنے کے بعد ہماری رہائی کا فیصلہ ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے جانے سے قبل اس برانچ کے تمام کارکن یہ دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوگئے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جنہیں باوجود بات نہ ماننے کے رہا کیا جارہا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا تھا بلکہ جو بھی اس برانچ میں آیا وہ بالآخر اس برانچ کے مطالبہ کو ماننے پر مجبور ہوگیا تھا۔

تائیدات اور افضال کا نزول

اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ خداتعالیٰ کے خاص افضال، فتوحات اور تائیدات کا ہم پر بارش کی طرح نزول ہونے لگا۔ مثلاً یونیورسٹی میں پڑھائی کے دوران سپیشلائزیشن میں جانے کے لئے میرے سامنے ’’لاء‘‘ اور ’’اکاؤنٹینسی‘‘ کا شعبہ تھا اور ان میں سے کسی ایک کا انتخاب میرے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ مَیں اکاؤنٹینسی کالج میں ہوں اور اس کے کمرۂ امتحان میں بیٹھا پیپر حل کر رہا ہوں۔ اس راہنمائی کے بعد میں نے اکاؤنٹینسی کالج میں داخلہ لے لیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جب پہلے سال کے اختتام پر امتحانات ہوئے اور میں کمرۂ امتحان میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بعینہٖ وہی کمرہ تھا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

پھر دوران امتحان بہت سے عجیب اور ناقابل یقین واقعات بھی رونما ہوئے۔ مثلاً یہ کہ پیپر سے قبل اکثر مجھے خواب میں اس پیپر میں آنے والے بعض سوالات اور ان کے جواب دکھائے جاتے اور جب میں پیپر دینے کے لئے بیٹھتا تو وہی سوال آتے جو ایک رات قبل خواب میں دیکھے ہوتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال رہا تاآنکہ مَیں نے یونیورسٹی کی پڑھائی بغیر کسی مضمون میں فیل ہونے کے مکمل کرلی حالانکہ مَیں یونیورسٹی میں صرف امتحانات کے ایام میں ہی حاضر ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ گھر کا خرچ مہیا کرنے کے لئے مجھے سارا سال کام کرنا پڑتا تھا۔

اعصاب شکن عرصہ راحت وسکون میں گزرا

پڑھائی مکمل کرنے کے بعد لازمی فوجی ٹریننگ والوں نے مجھے بلا لیا۔ ہمارے ملک میں یہ عرصہ زندگی کا مشکل ترین عرصہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ میری ڈیوٹی ائیر ڈیفنس کے شعبہ میں لگی جو سب سے مشکل شعبہ گنا جاتا تھا۔ پھر اس فوجی ٹریننگ میں ابتدائی ٹریننگ کا عرصہ اس حد تک اعصاب شکن اور تھکا دینے والا ہوتا تھا کہ کئی نوجوان ٹریننگ کے دوران ہی سونے لگتے تھے۔

اس ٹریننگ کے دوران ایک روز ایک فوجی آیا اور کمپیوٹر جاننے والے نوجوانوں کے بارہ میں پوچھا۔ چونکہ عربی زبان میں کمپیوٹر کو حاسوب اور اکاؤنٹینسی کو محاسبہ کہا جاتا ہے اس لئے میں بھی ان چھ سات نوجوانوں میں شامل ہوگیا کہ شاید آنے والے فوجی کو غلطی لگی ہو۔ اور بالآخر اگر اکاؤنٹینسی جاننے والوں کی ضرورت نہ بھی ہوئی تب بھی کچھ دیر کے لئے تو ٹریننگ سے نجات مل جائے گی۔

ہمیں ایک بریگیڈیئر کے پاس لے جایا گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ میرا اندازہ ٹھیک تھا کیونکہ بریگیڈیئر صاحب نے اکاؤنٹینسی جاننے والوں کو بلایا تھا اور فوجی غلطی سے کمپیوٹر کے ماہرین کو لے آیا تھا۔ چنانچہ میرے علاوہ سب کو بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد بریگیڈیئر صاحب نے اپنا ایک پرائیویٹ کام میرے سپرد کیا۔ دراصل اس بریگیڈیئر کی بیوی ایک سکول میں پڑھاتی تھی اور امتحانات کے بعد اسے بہت سے پیپرز مارکنگ کے لئے بھجوائے گئے تھے۔ بریگیڈیئر صاحب نے یہ کام میرے سپرد کرتے ہوئے مجھے ایک علیحدہ کمرہ دے دیا اور اس دوران مجھے اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس کے لئے کمرے کے دروازہ پر ایک خادم بٹھا دیا گیا۔ میں نے نہایت تسلی کے ساتھ پیپرز کی مارکنگ کی اور یوں اس ابتدائی اور مشکل ترین ٹریننگ کا عرصہ نہایت راحت وسکون کے ساتھ گزر گیا۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے ستائیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا جلسہ کے موقع پر خصوصی پیغام۔مختلف دینی وعلمی موضوعات پر تقاریر۔غیر مسلم معزز مہمانوں کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور قیام امن کے لئے مساعی پر خراج تحسین۔میڈیا میں وسیع پیمانے پر تشہیر

(رپورٹ: محمد یٰسین چوہدری۔افسر جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ)

اللہ تعالیٰ کے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت پر اس کے بے شمار افضال و برکات کا غیر معمولی اظہار کسی بھی ملک میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خاص طور پر نظر آتا ہے۔جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا ستائیسواں جلسہ سالانہ بھی خدا تعالیٰ کے خاص افضال کو اپنے جلو میں لئے ہوئے انعقاد پذیر ہوا۔یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 29،30 جنوری 2016ء کو جماعتی مرکز پر منعقد ہوا۔جماعت کا مرکز اور پہلی باقاعدہ مسجد نیوزی لینڈ کے سب سے بڑے شہر آکلینڈ میں واقع ہے۔یہ مسجد جس کا نام ’مسجد بیت المقیت‘ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیوزی لینڈ کی باقاعدہ مساجد میں سب سے بڑی ہے اور اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم نومبر 2013ء کو اپنے دورۂ نیوزی لینڈ کے موقع پر فرمایا تھا۔

جلسہ سالانہ کے لئے امسال خاص طور پر ’’خلافت۔حصار امن یا خوف‘‘ کے موضوع کو اختیار کیا گیا تھا تا کہ لوگوں، بالخصوص غیر مسلموں کو خلافت حقہ اسلامیہ کے درست تصور سے روشناس کروایا جائے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ سے چند روز قبل اس سلسلہ میں جماعت کو نیوزی لینڈ کے سب سے بڑے اخبار The Herald میں ایک پورے صفحہ کا مضمون شائع کروانے کی توفیق ملی۔اس مضمون کے ذریعہ اسلام اور نام نہاد خلافت کے نام پر کھڑی ہونے والی شدت پسند تنظیموں کی انسانیت سوز مجرمانہ کارروائیوں اور عزائم کے مقابل پر حقیقی اسلامی خلافت جو کہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم فضل کے طور پر جماعت احمدیہ میں قائم ہے، کی امن عالم کے لئے مساعی اور خدمات کو اجاگر کرنے کی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعتی کاوش کو بہت سراہا گیا اور کئی لوگوں نے بذریعہ فون اور ای میل اس امر کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ نے بہت کھل کر شدت پسند اسلامی تنظیموں کی مذمت کی ہے اور اسلام کی حقیقی امن کی تعلیم کو اجاگر کیا ہے۔چند لوگوں نے اس کے ذریعہ جلسہ میں شمولیت کی دعوت کو بھی قبول کیا اور بعد ازاں جلسہ میں شامل ہوئے۔

جماعتی روایات کے مطابق جلسہ سالانہ کے لئے تیاری کا سلسلہ اس کے انعقاد سے کئی ماہ قبل ہی شروع ہو گیا تھا۔جلسہ گاہ کے ماحول کی صفائی، تزئین اور سٹیج کی تیاری کے لئے ہونے والے وقارعمل میں کثرت سے افراد جماعت شامل ہوتے رہے۔نیوزی لینڈ جماعت کی تجنید اس وقت 450 کے قریب ہے جس کا بڑا حصہ آکلینڈ میں آباد ہے۔تاہم چند خاندان دیگر شہروں میں بھی رہائش پذیر ہیں جن میں سے کچھ کو اس للّٰہی جلسہ میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر سفر کی سعادت نصیب ہوئی۔جماعت نیوزی لینڈ کے زیر انتظام بعض قریبی جزائر سے بھی مہمانوں کو جلسہ میں شمولیت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ کا آغاز مورخہ 29 جنوری 2016ء کو نماز جمعہ کے بعد لوائے احمدیت لہرائے جانے کی تقریب سے ہوا۔جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے نیشنل صدر مکرم محمد اقبال صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ کے لئے پیغام پڑھ کر سنایا۔جلسہ سالانہ کے دوران تعلیمی اور تربیتی موضوعات پر دس تقاریر ہوئیں جن سے احباب جماعت کو خوب استفادہ کرنے کی توفیق ملی۔ جماعتی روایات کے مطابق دوران جلسہ نماز تہجد باجماعت کی ادائیگی اور نماز فجر کے بعد خصوصی درس کا بھی اہتمام کیا گیا۔دوران جلسہ تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے افراد جماعت کو خصوصی اعزازت بھی دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ میں تقریباً تین سو افراد جماعت، مرد وخواتین اور بچوں کو شامل ہونے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز 30 جنوری 2016ء کو ایک خصوصی اجلاس میں غیر از جماعت مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔اس اجلاس میں نصف درجن کے قریب اراکین پارلیمنٹ نے جن میں نیوزی لینڈ کے Minister of Ethnic Communities بھی شامل تھے شرکت کی۔اراکین پارلیمنٹ کے علاوہ بڑی تعداد میں دیگر معزز شخصیات اور زیر تبلیغ افراد بھی اس اجلاس میں شامل ہوئے۔مہمانوں کی کل تعداد 100 کے قریب تھی۔اجلاس کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد اقبال صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ نے آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔

اس موقع پر جماعت کی طرف سے پہلی تقریر میں مکرم شفیق الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ نے اسلام کی تعلیمات اور تاریخی حقائق کی روشنی میں حقیقی اسلامی خلافت کے تصور کو واضح کیا۔اسی طرح آخری زمانہ میں خلافت کے دوبارہ منہاج نبوت پر ظہور کے حوالہ سے بشارات اور ان کے مطابق احمدیہ خلافت کے قیام کا ذکر کیا۔

جماعت کی طرف سے دوسری تقریر میں محترم مستنصر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے اس امر کو اجاگر کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ انسانیت کی حقیقی خیر خواہی میں دنیا کی ظلمتوں اور خوف کی حالت کو امن میں بدل رہی ہے اور اس کے لئے ہر آن کوشاں ہے۔

دوران اجلاس چند معزز مہمانوں کو بھی خطاب کے لئے سٹیج پر مدعو کیا گیا جن میں حکومتی وزیر Honourable Peseta Sam Lotu Liga، سابق قائد حزب اختلاف Hon Phil Goff MP، رکن پارلیمنٹ Jenny Salesa MP اور Dame Susan Devoy, Race Relations Commissioner نمایاں ہیں۔تمام مہمان مقررین نے جماعت احمدیہ کے صلح وآشتی کے پیغام اور اس کے عملی اظہار کی تعریف کی۔ اسی طرح جماعت کی طرف سے اسلام کی اصل تعلیمات کو اجاگر کرنے کی مساعی کو بھی بہت سراہا گیا۔اس اجلاس کے اختتام پر مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

مہمانوں کے تأثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ معزز مہمانوں نے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کو اپنے لئے خاص اعزاز کا باعث خیال کیا اور ان میں سے کئی ایک نے اپنی تقاریر اور انٹرویوز میں بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ چند مہمانوں کے تاثرات ذیل میں قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہیں:

☆ Honourable Peseta Sam Lotu Liga, Minister for Ethnic Communities نے کہا:

’’......میں امن کے ان پیغامات کی بھی تعریف کرنا چاہتا ہوں جن کی داعی (احمدیہ) خلافت ہے۔یقیناً آپ لوگ عالمی سطح پر انسانی حقوق کی بحالی نیز اقلیتوں اور عورتوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے پر داد و تحسین کے مستحق ہیں......۔(احمدیہ) خلافت یقیناً امن، رواداری اور محبت کا درس دیتی ہے۔‘‘

☆ The Hon Phil Goff MP, Former Opposition Leader نے کہا:

’’......جماعت احمدیہ کی ایک خاص بات جس کو میں بہت سراہتا ہوں وہ آپ کا شفقت، دوسروں کو سمجھنے، محبت اور رواداری جیسی اعلیٰ اقدار سے مسلسل اور مضبوطی سے چمٹے رہنے کا عہد ہے۔میں اکثر خیال کرتا ہوں کہ اگر ساری دنیا جماعت احمدیہ جیسی بن جائے تو یہ رہنے کا کیسا اعلیٰ مقام بن جائے گی۔ بدقسمتی سے ہماری آج کی دنیا میں ان اقدار کی کئی لحاظ سے کمی ہے۔لیکن ہماری بحیثیت نیوزی لینڈ کے شہری ہونے کے، جو کہ ایک مستحکم اور پرامن ملک ہے، یہ ذمہ داری ہے کہ ہم دنیا کو ایک بہتر دنیا بنانے کے لئے مل کر کوشش کریں۔‘‘

☆ Priyanka Radhi Krishna, Labour Party نے کہا:

’’......جس امر کی میں خاص طور پر تعریف کرنا چاہتی ہوں وہ آپ کی جماعت کی طرف سے امن کے فروغ اور ہر قسم کی شدت پسندی کے خلاف کھڑے ہونے کا غیر متزلزل ارادہ اور غیر معمولی جذبہ ہے۔اور آپ کی طرف سے انسانیت کی خدمت، جس کے لئے آپ ساری دنیا میں مصروف عمل ہیں، بھی قابل تحسین ہے......‘‘۔

☆ Wilhelmina Shrimpton, TVNZ3 Reporter نے کہا:

’’......میرے لئے یہ امر بہت اہمیت کا حامل ہے کہ مجھے (آج) اسلام کی تعلیمات اور خلافت جس کو آپ مانتے ہیں کہ متعلق حقیقی آگہی حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔میرے خیال میں یہ بات بہت اہم ہے کہ اس امر کو سمجھا جائے کہ وہ تصویر جو میڈیا ISIS کے حوالہ سے پیش کرتا ہے، اس میں اور حقیقی اسلام میں بہت فرق ہے بلکہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔یہ بہت ضروری ہے کہ اس امر کو سمجھا جائے اور ذہنوں میں راسخ کر لیا جائے کہ اصل میں یہ سب محبت اور امن (کی تعلیم) ہے......۔میرے خیال میں یہ ایسا پیغام ہے جس سے نیوزی لینڈ کے تمام شہریوں کو آگاہ ہونا چاہئے اور اسے سارے ملک میں پھیلانا چاہئے ......میرے خیال میں یہ (اسلام کی حقیقت کے متعلق) علم کی کمی ہے...... لوگ کوشش ہی نہیں کرتے کی وقت نکال کر اس معاملہ کی حقیقت سے آگاہی حاصل کریں اور پھر میڈیا کی کوریج بھی زیادہ تر صرف منفی پہلو کو ہی لیتی ہے......‘‘۔

☆ David M Stevenson۔یہ معزز مہمان باوجود اپنی ضعیف العمری کے اخبار میں جماعت کا مضمون پڑھ کر اپنی اہلیہ سمیت جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت اور جماعت کے حقیقی اسلام کے پیغام سے متاثر ہو کر اسی اخبار میں ایڈیٹر کے نام خط لکھا جو کہ جلسہ کے اختتام سے ایک دن بعد شائع ہوا۔ان کے خط کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے:

’’ہمیں ہفتہ کے روز احمدیہ مسلم جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا موقع ملا......۔جلسہ میں شرکت کا یہ موقع (اسلام کے متعلق) تمام شبہات اور تعصّبات کو دور کرنے کے حوالہ سے بہت مفید ثابت ہوا۔اگر چہ میں جسمانی نظام سے باہر ہر چیز کو شک کی نظر سے دیکھتا ہوں، تاہم میں نے ذہن میں اٹھنے والے ہر سوال کا تسلی بخش جواب پایا۔جماعت کا ہر فرد جس سے ہماری ملاقات ہوئی علم وذہانت اور خیر سگالی میں اپنی مثال آپ تھا......میرے پاس اس حقیقت کو بتانے کے لئے الفاظ نہیں کہ ISIS کے ایک خلافت کی حیثیت سے عزائم سے ہر کوئی متنفر اور بیزار ہے......‘‘۔

میڈیا میں تشہیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی بدولت جماعت کے پیغام کو وسیع پیمانے پر میڈیا میں بھی کوریج حاصل ہوئی۔

جماعت نیوزی لینڈ کی طرف سے نیوزی لینڈ کے سب سے بڑے اخبار میں دئے گئے خصوصی مضمون کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔اس کے علاوہ جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی طرف سے جلسہ سے چند روز قبل ایک خصوصی پریس ریلیز بھی دی گئی۔اس پریس ریلیز کو بعض میڈیا چینلز نے اپنی آن لائن اشاعت میں شامل کیا۔

اسی طرح نیوزی لینڈ کے ایک مشہور ریڈیو چینل Newstalk ZB نے محترم نیشنل صدر صاحب نیوزی لینڈ کا انٹرویو ریکارڈ کیا اور بعد ازاں اپنے نیوز بلیٹن میں اس کو جلسہ کی خبر کے ساتھ چلایا۔اس ریڈیو چینل نے مربی سلسلہ مکرم مستنصر احمد صاحب قمر کا بھی انٹرویو ریکارڈ کیا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز TVNZ3 کی ایک ٹیم نے مسجد بیت المقیت آ کر خصوصی طور پر مہمانوں کے اجلاس کے وقت ریکارڈنگ کی اور شام کے main نیوز بلیٹن میں تقریباً دو منٹ کی رپورٹ نشر کی جس میں جلسہ سالانہ کی کارروائی کی footage کے ساتھ ساتھ مہمانوں اور جماعتی عہدیداران کے انٹرویوز کی clippings بھی شامل تھیں۔اسی رپورٹ کو Prime TV نے بھی اپنے نیوز بلیٹن میں ایک مختلف presenter کے ساتھ پیش کیا۔ان دونوں ٹی وی چینلز کے ذریعہ ملک کے طول وعرض میں جماعت احمدیہ کے تعارف اور اسلام کے حقیقی امن پر مبنی پیغام کی تشہیر کے سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں، تقریروں اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپ کے صحابہ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ احسان ہم پر اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات وخطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعود نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہ نے آپ کو بتائیں۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان باتوں اور روایتوں کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آجاتی ہے۔ بہرحال اس حوالے سے آج کا خطبہ بھی ہے۔

آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اپنی سستی کو اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ جو سست رہنے والے لوگ ہیں اور اس وجہ سے اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں ان کو جسم کا ملیریا نہیں ہے بلکہ ان کو دل کا ملیریا ہے۔ اگر یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہوسکتی ہیں۔

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔

بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن باقی لوگ جو ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں۔ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں۔ استغفار بھی کریں۔ دعائیں بھی کریں۔

جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نمونہ بنایا، آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔

شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔

سید اسد الاسلام شاہ صاحب ابن مکرم سید نعیم شاہ صاحب آف گلاسگو کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم اپریل 2016ء بمطابق یکم شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھا تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ جو میرے زمانے میں پیدا ہوئے ہو خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمانے میں پیدا کر کے ان خوش قسمتوں میں شامل کر دیا جنہیں مسیح موعود کا زمانہ دیکھنے کو ملا جس کا انتظار کرتے کرتے کتنی ہی قومیں اس دنیا سے گزر گئیں۔ مفہوم یہی تھا جسے میں نے اب اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان بدقسمتوں میں نہیں ہیں جن کو باوجود مسیح موعود کا زمانہ میسر آنے کے بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی کیونکہ بعض ایسے بدقسمت بھی ہیں جو مخالفت میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی رہنمائی سے محروم ہو کر بھٹکے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں۔ پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے بھیجے ہوئے امام کے ذریعہ سے ہمیں زندگی کے مختلف مواقع پر اٹھنے والے سوالوں اور مسائل کے حل بھی صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق بتائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں، تقریروں، اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپ کے صحابہ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ احسان ہم پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات وخطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعود نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہ نے آپ کو بتائیں۔ یوں مثالوں سے بات سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان

باتوں اور روایتوں کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آ جاتی ہے۔ بہرحال اس حوالے سے آج کا خطبہ بھی ہے۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ ہڑتالیں یا سٹرائکس (strikes) جائز ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں اصولی طور پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہڑتالیں کیوں ہوتی ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ دنیاوی نظام میں کبھی مالک مزدور کے حق ادا نہیں کرتا اور جب مزدور کو موقع ملتا ہے تو وہ مالک کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کبھی حکومت رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتی اور کبھی رعایا حکومت کے حق ادا نہیں کرتی۔ جب مالک اور حکومت حق ادا نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ ایک ردّعمل ہوتا ہے لیکن جب مزدور اور رعایا حق ادا نہیں کرتے تو پھر بھی ان پر سختی ہوتی ہے۔ تو ان دنیاوی کاموں میں ایک شیطانی چکّر ہے جس میں انسان پھنسا ہوا ہے۔ اسی لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے لئے غیر نہ بنو بلکہ آپس میں بھائی بھائی سمجھ کر اپنے اپنے حق ادا کرنے کی کوشش کرو تو نظام جو ہے چاہے وہ دنیاوی نظام ہے کبھی خراب نہیں ہوتا۔ اس بارے میں اسلامی تعلیم اور اسلامی تمدن کا یہ خلاصہ ہے۔ اور یہ صرف اسلامی حکومت تک ہی وابستہ نہیں ہے بلکہ عام دنیاوی حکومت میں بھی اپنے حق ادا کرتے ہوئے کام کرنا چاہئے اور جہاں حق لینے کا سوال ہے وہاں سٹرائک کے بجائے، ہڑتالوں کے بجائے، غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے کے بجائے، جائز قانونی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ بہرحال اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ”اسلامی عمارت جو تمدن کے متعلق ہے اس کی بنیاد انصاف اور محبت پر ہے۔ اس لئے اپنے حقوق کے اصول کے لئے بھی وہی طریق اختیار کرنا چاہئے جو انصاف اور محبت پر مبنی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جب کبھی سٹرائک ہوتی اور کوئی احمدی اس میں شریک ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے سخت سزا دیتے اور اس پر اظہار ناراضگی فرماتے۔“ (خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 133)

آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر حکومت انصاف پر مبنی نظام چلا رہی ہو تو جو شیطانی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں یا بیرونی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں انہیں بھی موقع نہ ملے۔ کیونکہ جب عوام کے حق ادا کئے جا رہے ہیں تو کوئی کسی مولوی یا کسی فسادی یا کسی شرارت کرنے والے یا کسی باغی یا فتنہ وفساد پیدا کرنے والے کے پیچھے نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو، خاص طور پر پاکستان کو، ان کی حکومتوں کو یہ عقل دے کہ یہ لوگ اپنی رعایا کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اسی طرح ہر احمدی کو بھی دعا کے ساتھ ساتھ اگر کہیں زبردستی شامل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو مجبوری میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو جائیدادوں کو نقصان پہنچانے والی ہو، حکومت کے اموال کو نقصان پہنچانے والی ہو۔

ہر انسان جو کسی بھی کام سے منسلک ہے وہ اگر اپنے کام میں دلچسپی رکھتا ہے تو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک اہم اصول ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے وضاحت فرمائی اور پھر مثال بھی دی کہ اگر کوئی فوجی ہے یا جرنیل ہے یا استاد ہے یا جج ہے یا وکیل ہے یا تاجر ہے یا اسمبلی کا سیکرٹری ہے، سپیکر ہے، حکومت کا وزیر ہے، کوئی بھی ہو جو ایمانداری سے کام کرتا ہے، دل لگا کر کام کرنے والا ہے پورا وقت دینے والا ہے تو شام کو جب تھک کر بیٹھتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ تمام دن کی مصروفیت اور بوجھ نے ہماری کمر توڑ دی لیکن جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے جو اُسوہ آپ نے پیش کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ یہ ہے کہ یہ تمام کام جو دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام کام ان سب سے بڑھ کر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ جج بھی تھے۔ آپ استاد بھی تھے۔ آپ دوسرے حکومتی فرائض بھی ادا کرتے تھے کیونکہ حکومت کے سربراہ تھے۔ قانون سازی فرماتے تھے یا قانون کی وضاحت اور تفصیل بیان فرماتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی آپ گھر کے کام کاج بھی کر لیتے تھے۔ بیویوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں اتنا مصروف انسان ہوں کہ تمہارے گھر میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ ”دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتے تھے اور اتنی توجہ سے ادا کرتے تھے کہ ہر بیوی سمجھتی تھی کہ سب سے زیادہ مَیں ہی آپ کی توجہ کے نیچے ہوں۔ پھر بیوی بھی ایک نہیں۔ آپ کی نو بیویاں تھیں۔ اور نو بیویوں کے ہوتے ہوئے ایک بیوی بھی یہ خیال نہیں کرتی تھی کہ میری طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ساری بیویوں کے گھروں میں ایک چکر لگاتے اور ان سے ان کی ضرورتیں دریافت فرماتے۔ پھر بعض دفعہ خانگی کاموں میں آپ ان کی مدد بھی فرما دیتے۔ اس کام کے علاوہ جو ابھی بیان ہوئے ہیں آپ کے (بہت سارے کام تھے۔) اور بھی بیسیوں کام ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دیتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو فارغ ہو۔ مگر آپ بھی اسی ملک میں رہتے ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ملیریا کی بیماری کا ملک ہے (کیونکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک میں رہنے والے لوگ اپنی سستی کی وجہ، کام نہ کرنے کی وجہ اس علاقے میں رہنا بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ یہاں ملیریا کا علاقہ ہے اور سستی پیدا ہو جاتی ہے بیماریاں بہت پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ نے ملیریا کی مثال دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سارے کام بھی کرتے تھے، گھریلو کام بھی کرتے تھے باوجود اس کے کہ آپ بھی اسی علاقے میں رہتے تھے جہاں ملیریا ہے۔ اب ایشیا کے لوگ، افریقہ کے لوگ بعض عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری سستیوں کی یہ وجہ ہوگئی، کام نہ کرنے کی یہ وجہ ہوگئی تو یہ وجوہات تو وہاں بھی موجود تھیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔) پھر حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے دیکھا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے اور باوجود اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے جو دوست آپ کی کتابوں کے پروف پڑھنے میں شامل ہوتے آپ ان کے کام کی اس قدر قدر فرماتے کہ اگر عشاء کے وقت بھی کوئی آواز دیتا کہ حضور میں پروف لے آیا ہوں تو آپ چارپائی سے اٹھ کر دروازے تک جاتے ہوئے راستے میں کئی دفعہ فرماتے: جَزَاکَ اللّٰہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جَزَاکَ اللّٰہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ حالانکہ وہ کام جو پروف ریڈنگ کرنے والے کرتے تھے اس کام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جو آپ خود کیا کرتے تھے۔ غرض ہم نے اس قدر کام کرنے کی عادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں حیرت آتی تھی۔ بیماری کی وجہ سے بعض دفعہ آپ کو ٹہلنا پڑتا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ کام کرتے جاتے تھے۔ سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو راستے میں بھی مسائل کا ذکر کرتے اور سوالات کے جوابات دیتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی ملیریا زدہ علاقے میں رہنے والے تھے۔“ (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 249)

پس حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم اپنی سستی کو جو ہم کرتے ہیں اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس لئے جو سست رہنے والے لوگ ہیں اور اس وجہ سے اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں ان کو جسم کا ملیریا نہیں ہے بلکہ ان کو دل کا ملیریا ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اب ملیریا والے علاقے تو ایک طرف رہے یہاں یورپ میں جو لوگ ان علاقوں سے آ کر آباد ہوئے ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں جو گھروں میں پڑے اینٹھتے رہتے ہیں۔ سارا دن گھر میں بیٹھے رہے یا ٹی وی دیکھتے رہے یا بیویوں سے لڑتے جھگڑتے رہے یا بچوں سے ایسا سلوک کیا کہ بچے بھی تنگ آ جاتے ہیں۔ یہ بیماری نہیں ہوتی۔ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار ہیں۔ یہ بیماری نہیں بلکہ سستی ہے کاہلی ہے کیونکہ یہاں یہ فکر نہیں کہ کوئی معاش کی فکر ہو۔ کیونکہ گزارہ الاؤنس تو مل ہی جاتا ہے اس لئے بہانہ کر کے کام نہیں کرتے۔ پس اس کاہلی اور سستی کو یہاں رہنے والوں کو بھی دُور کرنا چاہئے۔

پھر اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے حالانکہ حق مہر کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہونی چاہئے تاکہ بعض دفعہ اس کو کوئی ضرورت ہو جائے، کوئی خاص خرچ اس کے اوپر آ پڑے جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچائے، شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکے۔ یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آ سکتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتے تو عورت کے پاس کچھ ہو تو تبھی وہ اپنی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ اور اگر حق مہر دینا ہی نہیں تو یہ دونوں صورتیں یا اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً عورت کی ضرورت ہے کسی کی مدد کرنا، کسی رشتہ دار کی مدد کرنا اور خاوند کو بتانا نہیں چاہتی تو اس کے پاس یہ رقم ہونی چاہئے۔ تو ایسی ہی کوئی نہ کوئی رقم ہو جو اس کی اپنی ہنگامی ضروریات اور اپنی مرضی کے خرچ کے لئے پوری آ سکے۔

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔ یہ تو لڑکیوں کو بیچنے والی بات ہے جس کی اسلام سخت ممانعت کرتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ عورتیں اپنے خاوندوں کو حق مہر معاف بھی کر دیتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں کہ ان کے ہاتھ میں رکھ کر پھر پوچھو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض ائمہ کا اور بزرگوں کا تو یہ فیصلہ ہے کہ عورت کو حق مہر دو پھر وہ ایک سال اس کو اپنے پاس رکھے اور پھر اگر چاہے تو خاوند کو واپس کر دے۔ تصرف میں لائے اور پھر وہ معاف کرنا چاہے یا دینا چاہے تو دے دے۔

حضرت مصلح موعود ایسے ہی حق مہر کی معافی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا ہے کہ ’’حضرت حکیم فضل دین صاحب ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔ اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ میری بیویوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا؟ کہنے لگے نہیں حضور۔ یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں پھر اس کو معاف کروائیں۔ (یہ بھی ادنیٰ درجہ ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہئے اور پھر اس عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرے تو پھر درست ہے۔) ان کی بیویاں دو تھیں اور مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔ حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔ سواَب مجھے یہ واپس دے دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اُس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔ اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔ اب ہم نہیں دیں گی۔ (اب تو ہمارے پاس آ گیا۔) حکیم صاحب نے آ کر یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ میں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے واپس مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر (دونوں بیویوں کو) مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں تو ’مفت کرم داشتن‘ والی بات ہوتی ہے۔ (کہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی۔ اب کسی تکلیف کے بغیر ہی اپنا احسان جتا لیا۔) عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔ چلو یہ کہتے جو ہیں تو معاف ہی کر دو۔ مفت کا احسان ہی ہوتا ہے۔ تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر اس کو ملا نہیں تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پس عورتوں سے معاف کرانے سے پہلے ان کو مہر دیا جانا ضروری ہے اور اگر یہ مہر ایسے وقت میں دیا جاتا ہے جب ان کو اپنی ضروریات کی خبر نہیں (بعض دفعہ عورت کو ضروریات کا پتا ہی نہیں ہوتا) یا جبکہ والدین ان سے لینا چاہتے ہیں تو یہ ناجائز ہے (یعنی جیسی میں نے مثال دی کہ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کے مہر خود لے لیتے ہیں یہ ناجائز چیز ہے) اور یہ بردہ فروشی ہے جو کسی طرح درست نہیں۔‘‘ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217)

پھر زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ بھی فرائض میں داخل ہے۔ ہر اس شخص کے لئے زکوٰۃ ہے جو اس کی شرائط پوری کرتا ہو لیکن ایسے بزرگ بھی ہیں جو جتنی دولت ہو، جو آمد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بزرگ کا قصّہ حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ’’اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نمونے کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ اس نے کہا کہ آپ نے جو فقرہ بولا ہے کہ ’’تمہارے لئے‘‘، اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوٰۃ کا مسئلہ ہر ایک کے لئے بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینا لازمی ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کر لوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔‘‘ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 546)۔ تو یہ بزرگوں کا حال ہے۔

پس بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن باقی جو لوگ ہیں جو صرف دنیا کے رہنے والے ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں۔ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں۔ استغفار بھی کریں۔ دعائیں بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں عزت اور دولت اور شہرت دی ہے تو یہ بطور احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اس احسان کا شکرانہ یہ ہے کہ اس میں سے دوسروں کا بھی ساتھ ساتھ خیال رکھیں۔

بعض لوگوں کے ذہن زیادہ کاروباری ہوتے ہیں یا نقل میں ہی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو جماعتی روایات کے خلاف ہوتی ہیں یا اسلامی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ایسے لوگ عہدیداروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مقامی انجمنیں بھی ایسے فیصلے کر لیتی ہیں۔ قادیان میں ایک دفعہ مقامی انجمن نے ایک فارم شائع کیا اور دوسرے افراد کو ایک آنے کا فروخت کرنا شروع کر دیا۔ چار پیسے کا آنہ ہوتا تھا۔ غالباً کوئی رپورٹ فارم قسم کی چیز تھی۔ آج بھی بعض لوگ یہ جدّتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنی روایات بھول جاتے ہیں۔ بہرحال اس وقت جس رنگ میں حضرت مصلح موعود نے ان کو سمجھایا وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’میں جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کیا کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کیا کریں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا تھا میں نے تو اتنا ہی دیکھا کہ اس کاغذ پر اس قسم کا نقشہ تھا جیسے فارموں وغیرہ پر ہوتا ہے مگر بتانے والے نے بتایا کہ یہ ایک آنے پر بکتا ہے اور معلوم ہوا کہ ہماری لوکل انجمن نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ انہوں نے سرکاری اسٹامپ دیکھے تو خیال آیا کہ ہم بھی ایک کاغذ بنا کر اس کی کچھ قیمت مقرر کر دیں۔ کہتے ہیں کہ کوّا ہنس کی چال چلا اور وہ اپنی چال بھی بھول گیا۔ مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہنس کوّے کی چال چلا اور اپنی چال بھول گیا۔ ہمیں دنیاوی گورنمنٹوں سے بھلا واسطہ ہی کیا ہے کہ ہم ان کی نقل کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کی فارمیں کبھی نہیں بنائیں۔ پھر دشمن کو اعتراض کا خوامخواہ موقع دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی قسم کی باتوں کے نتیجہ میں دشمن کو حرف گیری کا موقع ملتا ہے اور وہ کہتا ہے خبر نہیں یہ کیا چیز بنا رہے ہیں۔ کرنے والا کوئی ہوتا ہے اور بدنام سلسلہ ہوتا ہے۔ لوکل کمیٹی والوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے (پھر آپ مثال دیتے ہیں کہ) گورداسپور میں ایک بڈھا شخص رہا کرتا تھا۔ لمبا سا قد تھا۔ بڑی سی ڈاڑھی تھی۔ عرائض نویس یا نقل نویس تھے۔ ان کا طریق تھا کہ جب کسی دوست کو دور سے دیکھتے تو بجائے السلام علیکم کہنے کے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے اور جب پاس پہنچتے تو اس کے انگوٹھے پکڑ کر اللہ اکبر کہنے لگ جاتے اور ساتھ ساتھ اچھلتے بھی جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکثر ملنے کے لئے آ جاتے تھے۔ انہیں بھی ہمارے لوکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ کی طرح نقل کا شوق تھا۔ (نقل کی مثال دے رہے ہیں کہ لوگوں کی نقل کر کے بعض لوگ غلط کام کرتے ہیں۔ نقل کا شوق تھا) وہ غریب چونکہ روز مسلوں کا کام سنا کرتے تھے (کورٹ میں عرضی نویس تھے) اس لئے ان کا بھی دل چاہتا تھا کہ میں مجسٹریٹ بنوں اور مسلیں لانے کا آرڈر دیا کروں۔ مگر چونکہ یہ ہوس پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے گھر میں ایک طریقہ ایجاد کیا کہ ایک نمک کی مسل بنا لی۔ ایک گھی کی مسل بنائی۔ ایک مرچوں کی مسل بنائی۔ ایک ایندھن کی مسل بنا رکھی تھی۔ جب وہ دفتر سے فارغ ہو کر گھر آتے تو ایک گھڑا الٹا کر اس پر بیٹھ جاتے اور بیوی کہتی کہ نمک چاہئے۔ وہ بیوی کو مخاطب کر کے کہتے کہ ریڈر! فلاں مسل لاؤ۔ بیوی مسل لے آتی اور وہ اسے پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر غور کرتے اور پھر کہتے اچھا اس میں درج کیا جائے کہ ہمارے حکم سے اتنا نمک دیا جاتا ہے۔ ایک دن اس بیچارے کی بدقسمتی سے کچہری میں سے کچھ مسلیں چرائی گئیں۔ تحقیق شروع ہوئی تو اس کا ایک ہمسایہ کہنے لگا کہ سرکار مجھے انعام دیں تو میں مسلوں کا پتہ بتا سکتا ہوں۔ اسے کہا گیا اچھا بتاؤ۔ اسے چونکہ روز ہمسائے کے گھر سے مسلوں کا ذکر سنائی دیتا تھا۔ اس نے جھٹ اس بوڑھے کا نام لے دیا۔ اب پولیس اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ اس کے گھر کے گرد جمع ہو گئی اور تلاشی شروع ہوئی۔ مگر جب مسلوں کی برآمد ہوئی تو کوئی نمک کی مسل نکلی۔ کوئی گھی کی مسل اور کوئی مرچوں کی مسل۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی نظارہ میں آجکل یہاں دیکھتا ہوں کہ ہمارے دوست یہ سمجھ کر کہ مغربی چیزیں بڑی اچھی ہوتی ہیں ان کی نقل کرنی شروع کر دیتے ہیں۔‘‘ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 230-229)۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ پس یہاں کسی فارم یا اس کی قیمت کا سوال نہیں ہے۔ ایک اصولی بات ہے۔ جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور دنیا داری میں اگر ہم نے نقل کرنی ہے تو اوّل تو یہ دنیا داری کی نقل ہے ہی نہیں اور اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نمونہ بنایا آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا، ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا آخری سال تھا یا آپ کے بعد خلافت اولیٰ کا کوئی رمضان تھا۔ بہرحال موسم کی گرمی کے سبب یا اس لئے کہ میں سحری کے وقت پانی نہ پی سکا تھا، مجھے ایک روزے میں شدید پیاس محسوس ہوئی تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ میں بیہوش ہو جاؤں گا اور دن غروب ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ میں نڈھال ہو کر ایک چارپائی پر گر پڑا اور میں نے کشف میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ میں پان ڈالا ہے۔ میں نے اسے چوسا تو سب پیاس جاتی رہی۔ چنانچہ جب وہ حالت جاتی رہی تو میں نے دیکھا کہ پیاس کا نام ونشان بھی نہ باقی رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس طریق سے میری پیاس بجھا دی اور جب پیاس بجھ جائے تو پانی پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ (ضرورت تو اسی وقت تھی ناں جب پیاس لگ رہی تھی۔) غرض تو یہ ہوتی ہے کہ ضرورت پوری کر دی جائے خواہ مناسب سامان مہیا کر کے ہو، خواہ اس سے استغناء پیدا کر کے۔ (یعنی اس کی خواہش ہی نہ رہے۔ یا تو چیز مہیا کر دی جائے یا اس چیز کی خواہش نہ رہے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک شخص نے لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ خواہ نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اور چند روز بعد اس نے لکھا کہ میرے دل میں اس سے نفرت

پیدا ہوگئی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی ایک شخص نے (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے) ایسا لکھا تھا اور میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنّت میں اسے یہی جواب دیا تھا اور اس نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ اس کے دل سے اس کا خیال جاتا رہا۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 343-342) یعنی اصل چیز یہ ہے کہ یا جس کی خواہش کی جارہی ہے وہ خواہش پوری ہو جائے یا پھر وہ خواہش ہی دل سے مٹ جائے۔ تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔

اب بھی بعض لوگ خط لکھتے ہیں۔ مجھے بھی خط آتے ہیں کہ فلاں جگہ رشتہ کرنا ہے۔ دعا کریں اس سے ہو جائے اور ساتھ کوشش بھی کریں اور اس کے والدین کو بھی کہیں اور اس نظام کو بھی کہیں ورنہ ختم ہو جاؤں گا۔ میں بھی مر جاؤں گا اور دوسرا فریق بھی مر جائے گا۔ تو یہ فضول اور لغو باتیں ہیں۔ شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔ اور اگر یہ ہوگا تو پھر دنیاوی محبت بھی نیکی بن جائے گی اور پھر ہمیشہ دل کا سکون اور اطمینان کا باعث رہے گی۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دنیا میں کوئی چیز اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''کچلہ ہے۔ یہ بھی ایک زہر ہے۔ اس کے کھانے سے کئی لوگ مر جاتے ہیں۔ لیکن لاکھوں لاکھ انسان اس سے بچتے بھی ہیں (یعنی کہ علاج کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔) اسی طرح بہت بڑی تباہی والی چیز افیون ہے لیکن اس کی تباہی کے مقابلے میں اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اطبّاء کا قول ہے کہ طبّ کی آدھی دوائیں ایسی ہیں جن میں افیون استعمال ہوتی ہے اور اس کا اتنا فائدہ ہے کہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جب انسان کو بے چینی اور بے کلی ہوتی ہے، جب انسان کی نیند اڑ جاتی ہے، جب انسان درد سے نڈھال ہو کر خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اس کو مارفیا کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے جس سے اس کو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ پس دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اپنی ذات میں نقصان دینے والی ہو۔ نقصان دینے والی چیز صرف غلط استعمال ہے جو انسان کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرض کو اپنی طرف اور شفا کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر ہمارے ملک میں ایک مسلمان خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے جب کسی کام میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مَیں نے تو پورا زور لگا دیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا گویا وہ خوبی کو اپنی طرف اور برائی کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔'' (تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم صفحہ 170-169)

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچے مومن کا کام ہے کہ جب کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو یہ کہے کہ الحمدللہ خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کر دیا اور جب خراب نتیجہ نکلے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور کہے کہ میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ناکام ہوا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اسے ملتی ہے۔ جو کوتاہیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اور کامیابی پر الحمدللہ کہے، ایسا کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ پھر رحم فرماتا ہے اور پھر رحم فرماتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ میرا بندہ کامیابیوں کو میری طرف منسوب کرتا ہے تو میں اسے مزید کامیابیوں سے نوازوں گا۔

بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مَیں نے سنا ہے۔ آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفے کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں اور آپ اسے دیکھ کر خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا کہ اگر تو سلامت آ جائے تو یہی بات میرے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا اور کہا آپ ضرور کوئی چیز بتائیں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تو میرے لئے کچھ لانا ہی چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر زیادہ لاسکو لے آنا۔ مَیں انہی سے خوش ہو سکتی ہوں۔ اس نے اس کو بہت معمولی سی بات سمجھ کر کہا کچھ اور بتائیں۔ لیکن ماں نے کہا بس یہی چیز مجھے سب سے زیادہ خوش کر سکتی ہے۔ خیر وہ چلا گیا۔ جہاں بھی تھا جب روٹی پکاتا تو جان بوجھ کے اسے جلاتا تھا تاکہ جلے ہوئے ٹکڑے زیادہ سے زیادہ جمع ہوں۔ روٹی کا کچھ حصہ تو خود کھا لیتا اور جلا ہوا حصہ ایک تھیلے میں ڈالتا جاتا۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہا اماں! میں نے آپ کے کہنے پر عمل تو کیا تھا مگر مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ بات کیا تھی۔ ماں نے کہا کہ اس وقت جبکہ تم گئے تھے اس کا بتانا مناسب نہ تھا۔ اب میں بتاتی ہوں اور وہ یہ کہ بہت سی بیماریاں انسان کو نیم پختہ کھانا کھانے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے تمہیں اس لئے کہا تھا کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے ایسی روٹی پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے اور جلی ہوئی روٹی کو رکھ دو گے اور باقی کھا لو گے اس سے تمہاری صحت اچھی رہے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 189-188)

بظاہر تو یہ چھوٹی سی بات ہے اور اگر ماں بچے کو براہ راست کہتی کہ روٹی اچھی طرح پکا کر کھانا تو بچہ کہہ سکتا تھا کہ میں جوان آدمی ہوں بیوقوف نہیں ہوں کہ کچی روٹی کھاؤں گا۔ حالانکہ میں نے اب بھی دیکھا ہے، اس زمانے میں بھی اکثر لوگ جو ہیں یہ بیوقوفی کر رہے ہوتے ہیں اور کچی روٹی کو بڑے شوق سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال ماں کی یہ بات اس بچے کو صحت مند رکھنے کا موجب بنی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے (اپنے ایک خطبہ میں مسئلہ بیان کر رہے تھے) کہ دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیان کی جارہی ہیں اور ہمیں پہلے سے یہ باتیں پتا ہیں لیکن پتا ہونے کے باوجود عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ اور وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ۔ کہ میری بات مانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ درود بھیجو، صدقہ دو۔ لیکن بہرحال قرآن شریف میں ان چیزوں کا، دو باتوں کا (ذکر) آیا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پتا ہے۔ پتا تو ہے لیکن عمل نہیں کرتے۔ بہت سارے لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اصل میں یہ ایمان کی کمزوری بھی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے ایک شخص میرے پاس آیا کہ میں نے بہت دعائیں کی ہیں، میری قبول نہیں ہوئیں۔ کیا وجہ ہے؟ میں نے اسے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ کہ میرے حکموں پر چلو۔ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے جو تمام حکم ہیں ان پر چلتے ہو؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ تو پھر پہلے اپنی حالتوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس حد تک عمل کر رہے ہیں اور پھر یُؤْمِنُوْا بِیْ پر بھی عمل نہیں ہے کیونکہ اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو اس سے ہم خیال کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ دعا قبول نہیں ہوئی، ظاہراً پوری نہیں ہوئی اس لئے ایمان کمزور ہو گیا۔ تو ایمان تو حضرت ابراہیم علیہ السلام والا چاہئے جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے کہ اپنی کمزوری کو اپنی طرف منسوب کریں اور کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر یہ صورتحال ہوگی کہ میرا بندہ میرے سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ دعائیں قبول بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت کا درجہ بخشے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو سید اسد الاسلام شاہ صاحب گلاسگو کا ہے۔ یہ سید نعیم شاہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ ان کے والد بھی اور لڑکے کے دادا بھی یہ پرانا خاندان ہے، خدمت کرنے والا بھی ہے۔ 24/مارچ 2016ء کو 40 سال کی عمر میں ایک شرپسند کے حملے کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 24/مارچ کو گلاسگو میں اپنی دکان کے باہر شدید زخمی حالت میں پائے گئے تھے۔ وہاں سے انہیں ہسپتال پہنچایا گیا لیکن پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو شہید کیا گیا۔ اور انہوں نے جان قربان کی اور بہرحال شہادت کا رتبہ پایا۔ پریس نے اور حکومتی اداروں نے بڑا افسوس اور غم کا اظہار کیا۔ یہاں کی بھی حکومت کا کام ہے کہ ان شدت پسندوں کو روکے۔ ورنہ اگر مولویوں کو کھلی چھوٹ دے دی تو یہ مولوی یہاں بھی اس ملک میں بھی پھر وہی فتنہ و فساد پیدا کریں گے جو باقی مسلمان ملکوں میں انہوں نے پیدا کیا ہوا ہے۔

فروری 1974ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ایف ایس سی کی تعلیم نصرت جہاں اکیڈمی سے انہوں نے حاصل کی۔ 1998ء میں یہ گلاسگو آ گئے۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو گئے۔ وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ باقاعدہ چندہ بھی یہ دیتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی رپورٹ کے مطابق خدام الاحمدیہ میں باقاعدہ شامل تھے۔ اجتماعات میں شرکت کرتے تھے۔ چندہ دیتے تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بھی باقاعدہ آتے تھے۔ اکثر اجتماعات میں بھی انہوں نے شرکت کی ہے۔ مرحوم اسد شاہ جو ہیں یہ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب قمر پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے داماد تھے۔ کچھ عرصہ سے مختلف فیز (Phases) میں ان کو نفسیاتی بیماری بھی آ جاتی تھی جس کی وجہ سے کچھ کڑھتے تھے۔ لیکن بہرحال ریجنل امیر صاحب نے کہا ہے کہ جب میں نے ان سے ملاقات کی ہے تو آخر میں انہوں نے ہمیشہ خلافت سے تعلق کا اعلان کیا، اظہار کیا تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید جماعت چھوڑ گئے تھے لیکن نہیں۔ احمدی ہی تھے اور احمدیت کی وجہ سے شہید ہوئے اور باقاعدگی سے آخر تک پروگراموں میں، خدام الاحمدیہ کے پروگراموں میں بھی اور جماعت میں بھی شامل ہوتے رہے۔

شمس الدین صاحب کبابیر کے مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اسد صاحب کی اہلیہ طیبہ صاحبہ کا تعلق قادیان سے ہے اور یہ ان کی اہلیہ (شمس الدین صاحب کی اہلیہ) کی چچازاد بہن ہیں۔ کہتے ہیں چند سال قبل دو دفعہ ان کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک رات قیام کرنے کا موقع ملا۔ دونوں دفعہ خاکسار سے وہ جماعتی اور تبلیغی کاموں کے بارے میں پوچھتے رہے اور اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی دنیاوی بات چیت نہیں ہوئی۔ دونوں رات میں نے ان کو تہجد میں مصروف پایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو، والدین کو، بیوی کو صبر اور سکون عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آج نماز کے بعد میں جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

سرینام میں اسلام احمدیت
مختصر تاریخ، مبلغین سلسلہ کی مساعی، ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں۔

لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ، سرینام۔ جنوبی امریکہ

قسط 3

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دورۂ سرینام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مورخہ 29 مئی بروز بدھ شام تقریباً ساڑھے چار بجے KLM کی فلائٹ سے ہالینڈ سے سرینام پہنچے۔ یہ وہ یادگار لمحہ تھا جب سرینام کی سرزمین نے پہلی دفعہ خلیفہ وقت کے قدم چومے۔ ائیرپورٹ کے وی آئی پی رُوم میں حضور نے کچھ دیر قیام فرمایا اور پریس کے نمائندوں سے بات کی۔ 30 کے قریب افراد جماعت حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ائیرپورٹ سے حضور سیدھا ہوٹل Torarica تشریف لے گئے جہاں حضور کی رہائش کا انتظام تھا۔ شام ساڑھے سات بجے حضور مرکزی مسجد ناصر میں تشریف لائے اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخشا اور گفتگو فرمائی، بعدازاں حضور مع قافلہ کھانا تناول فرمانے تشریف لے گئے۔

حضور رحمہ اللہ کے سرینام قیام کے تمام عرصہ میں حضور کا کھانا تیار کرنے کا شرف محترمہ زینت روشن علی صاحبہ اوران کی ٹیم کو حاصل ہوا۔

30 مئی بروز جمعرات 9 بجے دن حضور ایک غیرسرکاری تنظیم کا قائم کردہ سماعت سے محروم بچوں کا Kennedy Stichting نامی سکول دیکھنے تشریف لے گئے۔ حضور نے سکول کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی، تمام کلاس رومز میں تشریف لے گئے اور سکول کے بچوں نے آپ کی شفقت سے حصہ پایا۔ حضور نے بچوں کو تحائف دیئے۔ اُس وقت اِس کے ڈائریکٹر Mr. Guillaume Cauberg تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مئی 1991ء میں اس سکول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’ہم یہاں ایک سکول دیکھنے گئے تھے جو ایک ڈچ نیک دل انسان نے قائم کیا تھا اور اب بڑھتے بڑھتے کافی ترقی کر گیا ہے۔ اس میں معذور بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کی جاتی ہے، جن کو اس قابل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ زندگی میں ایک عزت والا مقام حاصل کرسکیں اور کسی کی محتاجی کے بغیر اپنا گزارا کرسکیں۔ یہ بہت نیکی کا کام ہے۔ جو احمدی ہے اس کے اوپر تو ہر دوسرے سے بڑھ کر یہ فرض ہے کہ وہ خدا کا شکر کرنے کے لئے ایسے لوگوں پر احسان کرے گا۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 23 ستمبر 1991ء)

دن کے وقت حضور نے اپنی قیام گاہ پر پریس کے نمائندوں کو ملاقات کا شرف بخشا اور ان کے سوالات کے جواب دیئے۔ حضور نے پہلے اپنا اور جماعت کا تعارف کروایا۔ خلیفہ وقت کی ذمہ داریوں کا ذکر فرمایا اور پھر ان کے سوالات کے جواب عنائیت فرمائے۔ خلیج کی جنگ کے بارے میں سوال کے جواب میں حضور نے صلیبی جنگوں کا حوالہ دے کر اس کا تجزیہ فرمایا اور صدام کی ایران کے ساتھ طویل جنگ اور اس دوران امریکہ اور دوسرے مغربی ملکوں

حضور انور کے ساتھ سرینام کے صدر Johannes Kraag

کی صدام کی حمایت کا ذکر فرمایا۔ ایک سوال کے جواب میں حضور نے اسلام میں عورت کے مقام کی وضاحت فرمائی۔ سیاست اور مذہب کے باہمی تعلق کے ضمن میں حضور نے فرمایا سیاست کو مذہب کا استحصال نہیں کرنا چاہیے اور نہ مذہب کو سیاست کا۔ جماعت کے تعارف کے حوالے سے حضور نے جماعت کے عقائد کی وضاحت کی، تراجم قرآن مجید اور سماجی بہبود کے کاموں کا ذکر فرمایا۔ نیز جنوبی امریکہ میں قائم جماعتوں کے نام گنوائے اور ان علاقوں میں تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ بین المذاہب روابط اور اتحاد کی حامی ہے اور جماعت احمدیہ کا مطمح نظر حقوق اللہ اور حقوق العباد کا قیام ہے کیونکہ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ آپ نے فرمایا اتحاد بین المسلمین کے لئے ہماری کوششیں ابھی بار آور نہیں ہورہیں کیونکہ وہ تو ہمیں امّت سے خارج سمجھتے ہیں۔

حضور کی یہ پریس کانفرنس روزنامہ De Ware Tijd (داوارٹیڈ) میں 31 مئی کو تفصیل سے شائع ہوئی۔

31 مئی بروز جمعۃ المبارک دن دس بجے حضور انور سرینام کے صدر Johannes Kraag سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور نے ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ انہیں ڈچ ترجمہ والا قرآن مجید، ’ایک مرد خدا‘، ’مذہب کے نام پر خون‘ اور چند دیگر کتب دیں۔ A Man of God کتاب پر حضور نے دستخط فرما کر صدر مملکت کو عطا فرمائی۔

اس کے بعد حضور وزیر داخلہ Johannes Breeveld سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں بھی مندرجہ بالا کتب عطا فرمائیں اور "A Man of God" پر اپنے دستخط بھی کئے۔

نماز جمعہ پڑھانے کیلئے حضور انور مسجد ناصر تشریف لائے۔ حضور نے خطبہ میں سورہ النمل کی آیت 60 کی تشریح فرمائی اور شکر نعمت کے طریق سمجھائے۔ مقامی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: ’’آپ کے ہاں سرینام میں مجھے تربیت کے لحاظ سے بہت سے خطرات دکھائی دیے ہیں۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں افریقن مزاج جو ناچ گانے اور کھلے معاشقے اور شراب نوشی کا مزاج ہے، کثرت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور یہ معاشرہ غالب آرہا ہے۔ یہاں بے پردگی صرف بے پردگی نہیں بلکہ اس سے زیادہ بے حیائی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ یہاں فیشن ایسے ہیں جو کھلم کھلا عورت کی ایسی نمائش کرنے والے ہیں جن سے انسان کی طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے۔ ایسی جگہ پر رہتے ہوئے احمدی ماں باپ کو اپنی بچیوں کی فکر کرنی چاہیے۔ اپنی نوجوان نسلوں کی فکر کرنی چاہیے۔ اور ایسے آزاد معاشرے میں جب تک شروع سے ان کی صحیح تربیت نہیں کریں گے اس وقت تک ان کے اخلاق کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ کچھ دیر تک یہ آپ کے بچے رہیں گے پھر یہ معاشرے کے بچے بن جائیں گے۔ پھر یہ اس قوم کے بچے بن جائیں گے...... سرینام کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی بندے کا خلیفہ براہ راست آج آپ سے جمعہ کے دن مخاطب ہے اور یہ جو تاریخی واقعہ ہے یہ ایک ہی دفعہ ہونا تھا اور ایک ہی دفعہ ہو چکا۔ اب یہ دہرایا نہیں جاسکتا۔ خلفاء انشاءاللہ آئندہ بھی آئیں گے، تقریریں بھی کریں گے، خطبے بھی دیں گے، مگر پہلی دفعہ پہلی دفعہ ہی رہتی ہے۔ دہرانے سے وہ دوسری پہلی مرتبہ تو نہیں ہوسکتی۔

مسٹر نیکو واخ میسٹر کی حضور انور سے ملاقات کا منظر

وزیر داخلہ Breeveld Johannes حضور انور کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں

میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ سرینام کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کا مادہ ہے۔ یہاں اخلاص کی کان ہے، لیکن اگر کانوں کو کھودا نہ جائے، ان سے قیمتی جواہر نکالے نہ جائیں تو کیا فائدہ؟ وہ مٹی میں ملی رہتی ہیں۔ آپ لوگوں کے اندر خدا نے اخلاص کا وہ مادہ عطا کیا ہے کہ اگر مبلغ یا مربی اور آپ کے عہدیدار اس اخلاص کی کان سے فائدہ اٹھائیں اور ان جواہر کو باہر نکالیں تو آپ کے فیض سے سارا علاقہ اللہ کے فضل کے ساتھ اسلام اور احمدیت کے نور سے بھر سکتا ہے۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 23 ستمبر 1991ء)

یکم جون بروز ہفتہ پروگرام کا آغاز معذور بچوں کے ایک مرکز کے دورے سے ہوا۔ اس سنٹر کا نام Betheljada ہے اور اُس وقت اس کی ڈائریکٹر Mrs Annie Bisschop تھیں۔ انہوں نے اپنے دفتر میں حضور انور کا استقبال کیا اور ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنے سنٹر کا دورہ کروایا اور بچوں کو مہیا کی جانے والی سہولتوں کے بارے میں بتایا۔

آج کے دن کا دوسرا پروگرام لاہوری جماعت کے زیر انتظام چلنے والے یتیم خانہ S.I.V.Kinder Huis کے دورے کا تھا۔ نیز ان کی مجلس عاملہ کو بھی ملاقات کی دعوت دی گئی تھی جس سے انہوں نے تحریری طور پر معذرت کرلی تھی۔ حضور ان کے یتیم خانہ میں تشریف لے گئے جہاں ان کی جماعت کے صدر مسٹر رشید پیر خان صاحب اور اِس مرکز کے نگران ڈاکٹر خلیل غفور خان صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور نے ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ حضور نے بچوں کے کمروں کا دورہ کیا اور ان کو دی جانے والی سہولتوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ حضور نے اس مرکز کے لئے کھانا پکانے کے کچھ برتن اور اشیاء خورونوش تحفۃً دیں۔ حضور کی عظیم شخصیت سے متأثر ہو کر لاہوری جماعت کے صدر نے حضور سے نہائت ادب سے بات کی اور حضور کو اپنی مسجد دیکھنے کی دعوت بھی دی جسے حضور نے از راہ شفقت قبول فرمایا۔ اور مورخہ 3 جون کو ان کی مسجد دیکھنے تشریف لے گئے۔

سہ پہر کے وقت حضور انور نے اپنی رہائشگاہ پر ملک کے نامور صحافی، بین المذاہب کونسل سرینام کے سیکرٹری اور صدر جماعت کے دیرینہ دوست مسٹر نیکو واخ میسٹر (Mr.Nico Waagmeester) کو تفصیلی انٹرویو کا موقع عنایت فرمایا جس میں انہوں نے اسلام، عیسائیت، مسیح کی آمد ثانی اور جہاد کے بارے میں حضور سے سوالات کئے۔ حضور انور نے ان کے تفصیلی اور مدلّل جواب عطا فرمائے۔

نماز مغرب اور عشاء کے بعد مسجد ناصر میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس سے حضور نے انگریزی میں خطاب

فرمایا، اور متذکرہ بالا غیر از جماعت صحافی نیکو واخ میسٹر (Mr.Nico Waagmeester) کو اس خطاب کا ڈچ ترجمہ کرنے کی سعادت ملی۔ اپنے پر معارف خطاب میں حضور نے فرمایا: ”مذہب کے ماننے والے مختلف فرقوں نے آپس میں ایک دوسرے پر شدید مظالم کئے ہیں۔ عیسائیوں نے عیسائیوں پر اور ہندوؤں نے ہندوؤں پر۔ انڈیا میں نیچ ذات کے ہندو کا اگر کوئی تبلیغ کے ذریعہ مذہب بدلنے کی کوشش کرے تو اونچی ذات کے ہندو بہت سخت ردّ عمل دکھاتے ہیں کیونکہ وہ ان کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی باہر سے آ کر ان کی عوام پر قبضہ کرے۔ لیکن انسان آزاد ہے اپنی سوچ میں، اپنے دین کے اختیار کرنے میں۔ انسان مذہب کو یہ سوچ کر اختیار کرتا ہے کہ اسے خدا تک لے جائے گا...... میرا آپ کو یہ پیغام ہے کہ انسانی شرف کو زندہ کرنے اور انسانیت کی آزادی کے لئے کام کریں اور دوسری نصیحت یہ ہے کہ روزمرہ زندگی میں اخلاقی اقدار کو زندہ کریں۔ یہ معاشرے میں سکون قائم کرنے کے لئے بہت ضروری ہے اس کے بغیر امن کی کوئی ضمانت نہیں“۔ اس جلسہ میں تقریبا دو سو افراد شامل ہوئے۔ جن میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔

2 جون بروز اتوار صبح حضور انور ایک ریڈیو سٹیشن پر تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے جس کا نام ”ریڈیو راپار“ ہے اور یہ لاہوری جماعت کے صدر رشید پیر خان صاحب کی ملکیت ہے۔ اس خطاب کے لئے 30 منٹ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ حضور نے نہایت اچھوتے انداز میں اسلام اور احمدیت کا تعارف پیش فرمایا اور قادیانی اور لاہوری گروپ کے فرق کو واضح فرمایا۔ تقریر ابھی جاری تھی کہ مقررہ وقت ختم ہونے کے قریب آ گیا تو انتظامیہ نے 10 منٹ مزید بڑھا دیئے اور حضور نے مسلسل 40 منٹ تک لائیو خطاب فرما کر سرینام کے لوگوں تک حق کا پیغام پہنچایا۔

آج کے دن کا دوسرا پروگرام جماعت کے حلقہ فورو بوئیتی میں تھا۔ اس پروگرام کے لئے حضور اس جگہ تشریف لے گئے۔ یہاں لاہوری جماعت کے افراد کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی موجود تھے۔ حضور انور نے لوگوں کے سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے۔ سوالات کا تعلق ختم نبوّت، فیضان ختم نبوّت اور قدرت ثانیہ سے تھا۔ اس تقریب میں ایک سو کے قریب افراد شامل ہوئے۔

اس کے بعد حضور لجنہ کے پروگرام میں رونق افروز ہونے کے لئے مسجد ناصر تشریف لے آئے۔ حضور نے لجنہ کی تجنید اور دیگر امور کا جائزہ لیا۔ لجنہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا: ”اسلام عورت کو وقار عطا کرتا ہے اور عورت کا کام قوم کی تعمیر ہے، ناچ گانا نہیں۔ بے پردگی اور بے حیائی سے گھروں کا سکون ختم ہوتا ہے۔ اور مردوں کے دل اپنے گھروں سے ہٹ کر دوسروں کے گھروں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس لئے بازاروں میں سمٹ کر اور حیا کے ساتھ جایا کریں“۔

لجنہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا: ”لجنہ کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ محبت سے بچوں کی تربیت کریں۔ تلاوت قرآن مجید کی طرف توجہ دیں اور ترنّم سے قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کریں۔ نماز اور اس کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں“۔ آخر میں حضور نے خواتین کے چند سوالوں کے جواب بھی عنایت فرمائے۔

سہ پہر کا وقت فیملی ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا۔

احمدی بچوں کے ساتھ شفقت کا ایک منظر

اس دوران 19 فیملیز کے تقریباً 90 افراد نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

رات کے کھانے پہ گورنمنٹ کے چیف پروٹوکول آفیسر (Mr. Ramdath Missier)، قرآن مجید کی منتخب آیات کا سرانان ٹونگو زبان میں ترجمہ کرنے والے سرینامی دوست Mr.Edgar Van Der Hillst اور پولیس کے ایک اعلیٰ آفیسر نے حضور سے ملاقات کی اور حضور کے ساتھ عشائیہ میں شامل ہوئے۔

3 جون بروز پیر صبح حضور انور ایک مقامی ٹی وی چینل (Surinaamse Televisie Stichting) STVS پر پروگرام ریکارڈ کروانے کیلئے تشریف لے گئے اور 30 منٹ کا پروگرام اردو میں ریکارڈ کروایا۔ یہ ریکارڈنگ مورخہ چار جون کی شام کو ٹی وی پر نشر ہوئی۔

دن 10 بجے کے قریب حضور مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ اُس وقت مجلس عاملہ کے صرف پانچ ممبران تھے۔ حضور نے فرمایا اگر جماعت چھوٹی ہو تو ایک شخص ایک سے زائد عہدے رکھ سکتا ہے۔ حضور نے مختلف شعبوں کا جائزہ لیا اور کام کا طریقہ سمجھایا۔

3 جون کو حضور حسب وعدہ لاہوری جماعت کی مرکزی مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کی جماعت کے صدر اور امام نے حضور کا استقبال کیا اور مسجد کے مختلف حصے دکھائے۔ اس موقعہ پر حضور نے فرمایا یہ ساری دنیا میں اہل پیغام کی سب سے بڑی مسجد ہے جبکہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے پاس ایسی اور اس سے بڑی بیسیوں مساجد ہیں۔

اس روز حضور انور سرینام کی بین المذاہب کونسل (Inter Religieus Counsil Suriname) سے خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ کونسل کے صدر ڈاکٹر اسحٰق جمال الدین صاحب نے حضور کو خوش آمدید کہا اور خطاب کی دعوت دی۔ حضور نے سیاست اور شریعت کے باہمی تعلق کے حوالے سے نہایت پُر مغز اور مدلّل خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ: ”عام اور عملی زندگی میں جو شخص مذہب کی تعلیم پر سچّے طور پر عمل نہیں کر رہا اس پر شرعی قانون لاگو ہو ہی نہیں سکتا۔ شریعت، اسلام اور مسلمانوں کا قانون ہے لیکن سیاسی حکومت کیسے اسے نافذ کر سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں کا حق ہے نافذ کرنے کا تو پھر ہر مذہب کو اس کے اکثریتی علاقہ میں اپنا شرعی قانون نافذ کرنے کا حق دیا جائے۔ مگر اس سے بڑے فساد کا خطرہ ہے۔ ہر شہری کو اپنے ملک کا قانون بنانے کا حق ہے، لیکن کسی بھی جگہ ہر ایک کی خواہشات کو پورا نہیں کیا جا سکتا، لیکن شمولیت کا حق بہر حال قائم رہتا ہے۔ آجکل کے علماء قرآن مجید کی تشریح اپنے انداز سے کرنے کا حق مانگتے ہیں“۔

حضور نے فرمایا کہ تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ماننے والوں نے اپنی خواہشات کے حساب سے ان میں تبدیلی کر لی ہے۔ جسٹس منیر انکوئری کمیشن کی رپورٹ میں ذکر ہے کہ اسلام کی کسی نے بھی ایسی تعریف نہیں کی جو دوسرے کے لئے قابل قبول ہو۔

حضور نے مزید فرمایا کہ دین اسلام کی شریعت ایک ہی ہے یعنی قرآن مجید لیکن آج کل مختلف فرقوں کے علماء قرآن مجید کی ایک ہی آیت کی مختلف تشریحات کرتے ہیں۔ مختلف فرقوں کے نزدیک مختلف جرائم کی بالکل مختلف سزائیں ہیں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی اسلامی شریعت نافذ کرے تو وہ کیسے سب مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول ہو گی! اس سے دین اسلام ایک تماشا بن جائے گا۔ مسلمانوں کا طرز زندگی آجکل اسلامی تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ سچائی کے لئے کسی شرعی قانون کی ضرورت نہیں، منافقت میں سچائی پنپ نہیں سکتی۔ ہر ملک کا ایک ماحول ہے ایک پھل دوسرے ماحول اور آب وہوا میں نہیں اُگ سکتا۔ پہلے ماحول بنائے جاتے ہیں پھر قانون نافذ کئے جاتے ہیں۔ جب تک اکثریت گندی ہو گی اقلیت ہمیشہ مشکلات برداشت کرے گی۔

نیز حضور نے فرمایا کہ اسلامی شریعت کسی پر ٹھونسی نہیں جا سکتی۔ یہ بات اپنی ذات میں قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ دین میں جبر نہیں۔ بانی اسلام کو تنہا شریعت ٹھونسنے کا حق تھا کیونکہ آپ کامل نمونہ تھے۔ مگر خدا نے آپ کو یہ حق نہ دیا۔ مذہب ملکی قانون کا حصہ بنے بغیر بھی قابل عمل ہے۔ اکثر انبیاء نے شریعت کو تبدیل نہیں کیا بلکہ شرعی قانون کو نافذ کیا اور لوگوں کو عمل کی طرف توجہ دلائی۔ لفظ دین کا مطلب ہے جو سوچ آپ اپنائیں، طرز زندگی۔ شریعت کا مطلب ہے، ایسا قانون جو دین سے تعلق رکھتا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام سیکولرازم کا مکمل حامی ہے کیونکہ یہ کامل انصاف کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ مدینہ منوّرہ میں اسلامی حکومت کا قیام اور میثاق مدینہ اس کی زندہ مثال ہیں“۔

حضور نے شرکاء کے مختلف سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ یہ ایک بہت کامیاب پروگرام تھا جسے حاضرین نے آخر تک بڑے ذوق وشوق سے سنا۔ اہل پیغام کے وہ ممبران جو اپنی مجلس عاملہ کے حضور انور سے ملاقات نہ کرنے کے فیصلہ سے بد دل تھے وہ بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ اس پروگرام میں تقریباً 75 لوگ شامل ہوئے۔ حضور کا یہ خطاب "Relationship between Religion and Politics in Islam" کے نام سے شائع شدہ ہے۔

اسی روز حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے گورنمنٹ کی طرف سے حضور کی سکیورٹی پر معمور افراد سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سرینام تشریف لائے تھے اس وقت جماعت کی مالی حالت اچھی نہ تھی اور مشن کی اپنی گاڑی بھی نہیں تھی۔ حضور کی خدمت کے لئے لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک دوست عبد المجید جمن بخش صاحب کی بیٹی محترمہ نسیمہ جمن بخش صاحبہ نے اپنی Benz کار پیش کی۔ محترم عبد المجید جمن بخش صاحب ابتدا میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے لیکن بدقسمتی سے صداقت پر قائم نہ رہ سکے اور دوبارہ اہل پیغام میں شامل ہو گئے۔ حضور کے دورہ کے وقت وہ فالج کی وجہ سے بیمار تھے اور چلنے پھرنے سے قاصر تھے لیکن انہوں نے بار بار شدت سے حضور سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے نیز ان کی گاڑی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حضور ان کے گھر تشریف لے گئے اور کچھ وقت ان کے گھر میں گزارا۔ جتنی دیر حضور اس گھر میں موجود رہے عبد المجید صاحب فرط جذبات سے آنسو بہاتے رہے۔

4/جون بروز منگل حضور انور نماز فجر پڑھانے کے لئے ہوٹل سے مسجد ناصر تشریف لائے اور نماز کے بعد افراد جماعت سے الوداعی ملاقات کی اور پھر واپس اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح سات بجے کے قریب حضور انور ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ افراد جماعت کے علاوہ سناتن دھرم سے تعلق رکھنے والے ایک پنڈت بھی حضور کو رخصت کرنے کے لئے ہمراہ تھے۔ متعدد افراد کو جہاز کی سیڑھی تک حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔

نو بجے کے قریب حضور انور کا جہاز گیانا کے لئے روانہ ہوا اور یوں مسیح زماں کے کسی خلیفہ کا یہ پہلا، بابرکت اور یادگار دورہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیام کے دوران حضور کی گاڑی ڈرائیو کرنے کا شرف محترم فرید جمن بخش صاحب کو حاصل ہوا۔ کچھ وقت کے لئے شیخ عبد الحق جمن بخش اور ہارون جمن بخش صاحب نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔

میڈیا میں تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس کامیاب دورے کے دوران چار دفعہ اخبار میں تفصیلی خبریں شائع ہوئیں۔

25 مئی کو حضور کی بڑی تصویر کے ساتھ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر تعارف، آپ کی حیثیت دینی خدمات اور جماعتی عقائد پر مشتمل خبر روزنامہ دا وار ٹیڈ (De Ware Tijd) میں شائع ہوئی، جس کا متن پہلے گزر چکا ہے۔

31 مئی کو پریس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ روزنامہ Da Ware Tijd میں شائع ہوئی۔

اسی روز شام کے اخبار De West میں حضور کے دورے اور پریس کانفرنس کی خبر شائع ہوئی۔

یکم جون کو حضور کی بین المذاہب کونسل سے ہونے والی ملاقات کی حوالے سے خبر بھی روزنامہ ”داوار ٹیڈ“

(De Ware Tijd) میں شائع ہوئی۔
شام کی اخبار (De West) کی خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جماعت احمدیہ کے سپریم لیڈر کا دورہ

جماعت احمدیہ مسلمہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح پانچ روزہ دورے پر بدھ کو سرینام پہنچے۔ یہ مذہبی رہنما اپنی جماعت کے ممبران سے ملنے کے علاوہ ملک کے اعلیٰ سرکاری عہدیداران سے بھی ملاقات کریں گے۔ آپ سرینامی قوم کے لئے محبت اور امن کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ مرزا طاہر احمد کے بقول مسلمانوں میں اس وقت 73 فرقے ہیں، ہر فرقہ قرآن مجید کی من پسند تشریح کرتا ہے جو کسی بھی طرح درست نہیں۔ اور نہ یہ بات سچائی پر مبنی ہوسکتی ہے۔ قرآن مجید سچی کتاب ہے اور اس کی حقیقی تفسیر وہی ہوسکتی ہے جو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ ہر رسول اور نبی کا کام توحید کا قیام اور اس کا پرچار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن کو ترقی دی ہے اور زمانے کی ضرورت کے مطابق شریعت نازل فرمائی۔ ہر نبی کی تعلیم کا خلاصہ ایک ہی ہے۔ بعد میں اس کی قوم کے افراد ذاتی مفاد کی وجہ سے فرقوں میں بٹ گئے۔ یہ خلیفۃ المسیح جن کا نام مرزا طاہر احمد ہے بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد کے چوتھے جانشین ہیں۔ انہوں نے 1889ء میں اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی اور وہ خدا کے چنیدہ بندوں میں سے ہیں، ان کی آمد کا مقصد مذاہب عالم کو یکجا کرنا ہے۔

مرزا طاہر احمد کے بقول مسلمانوں نے لفظ اسلام کو غلط طور پر استعمال کر کے دنیا میں جہاد کے نام پر دہشتگردی شروع کر رکھی ہے۔ جہاد کا مطلب ہے اللہ کی مدد سے اس کے حکموں پر عمل کرنا اور سچائی کے راستے پر چلنا ہے، جہاد کی تین قسمیں ہیں: 1۔ جہاد اکبر یعنی اپنے اندر کی برائی کو ختم کرنا۔ 2۔ تبلیغ کرنا اور معاشرے کی برائیوں کو دور کرنا۔ 3۔ تیسرا حملے کی صورت میں اپنا دفاع کرنا اور ہتھیار سے جواب دینا۔

مذہب کو سیاست کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا مڈل ایسٹ کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امن صرف حقیقی انصاف کے قائم سے ہوگا۔ اقوام متحدہ کی مڈل ایسٹ میں امن قائم کرنے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ انصاف پسند نہیں۔ دنیا کے مسائل اور مشکلات انسان خود کو مضبوط کر کے اور مشترکہ مفادات پر اکٹھے ہو کر دور کر سکتا ہے۔

عصر حاضر کی ایجادات مذہب کے ساتھ قدم بقدم چل سکتی ہیں کیونکہ خدا کی عطا کردہ صلاحیتوں سے انسان انہیں ایجاد کر رہا ہے۔ خلیفہ کے مطابق مغربی کلچر انتہائی خطرناک ہے کیونکہ یہ اخلاقی حدود و قیود کو ختم کرتا ہے اور اگر اسے روکا نہ گیا تو انسانیت کی بقا خطرے میں ہے۔

اسلام وہ واحد مذہب ہے جو عورت کو اس کے پورے حقوق دیتا ہے۔ اسلام واحد مذہب ہے جو عالمی امن کا ضامن ہے۔ سرینامی قوم کو میرا پیغام ہے کہ قومی ترقی کے لئے مل جل کر کام کریں انسانی اقدار کو زندہ کریں اور اپنے معاشرے کو جنت نظیر بنائیں"۔

یکم جون کو بین المذاہب کونسل سرینام سے حضور کی ملاقات کی خبر De Ware Tijd میں شائع ہوئی۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

○ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 23 جنوری 2016ء بروز ہفتہ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم آفتاب احمد بٹ صاحب (آف لندن) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم آفتاب احمد بٹ صاحب (آف لندن) 21 جنوری 2016ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مکرم فضل الٰہی بٹ صاحب آف نیروبی کے بڑے بیٹے تھے جن کا تعلق کڑیانوالہ ضلع گجرات پاکستان سے تھا۔ آپ 1975ء میں نیروبی سے یوکے شفٹ ہوئے تھے۔ مرحوم نرم مزاج اور سب سے پیار کرنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اپنی جواں عمری میں کینیا میں جماعتی کاموں، خاص طور پر خدمت خلق میں بہت خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے اور متعدد پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نثار احمد بٹ صاحب سابق سیکرٹری مال یوکے اور مکرمہ شفقت کھوکھر صاحبہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ یوکے کے بڑے بھائی تھے۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) محترمہ قیصرہ احمد صاحبہ (اہلیہ محترم محمد احمد صاحب مرحوم سابق صوبائی امیر تامل ناڈو و چنئی)

15 جنوری 2016ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ سید ارادت حسین صاحبؓ کی پوتی اور سید وزارت حسین صاحبؓ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ کی شادی محترم محمد احمد صاحب آف چنئی سے ہوئی تھی جن کی وفات 2002ء میں ہوئی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خوش مزاج، نرم زبان اور ہر ایک سے پیار اور محبت سے ملنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم شیراز احمد صاحب کو قادیان میں بطور ناظر تعلیم و نائب ناظر اعلیٰ خدمت بجالانے کی توفیق مل رہی ہے اور آپ کی بیٹی لجنہ اماء اللہ نارتھ لنڈن کی جنرل سیکرٹری اور لجنہ اماء اللہ East Region کی نائب صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(2) مکرمہ مبشرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ مشرقی افریقہ۔ حال ربوہ)

4 جنوری 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے مشرقی افریقہ میں اپنے میاں کے ساتھ بڑی وفا اور وقف کی روح کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ یوگنڈا میں بطور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے وہاں ایک بڑی تعداد میں احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ربوہ آنے کے بعد آپ 10 سال تک اپنے حلقہ دارالعلوم غربی کی صدر رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، اللہ پر توکل کرنے والی، بہت دعا گو، ہمسایوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نہایت کفایت شعار، بے حد مہمان نواز اور سلیقہ مند خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی نہایت عمدہ تربیت کی۔ صاحب رؤیا اور کشوف تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری احسان اللہ صاحب (آف نبی سرروڈ۔ سندھ)

16 جنوری 2016ء کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ سندھ میں جماعت کی زمینوں کی نگرانی کی توفیق ملی۔ آپ نے اپنی جماعت کے صدر اور مجلس شوریٰ کی ممبر کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اسیر راہ مولا ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ متوکل علی اللہ تھے اور آپ کی خلافت سے محبت بے مثال تھی۔ نظام جماعت کی پابندی اور اطاعت کا خاص خیال رکھتے۔ جماعتی تحریکات اور چندہ جات کی ادائیگی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ نماز با جماعت کی خاص پابندی کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تحریک کیا کرتے تھے۔ غریب پرور، دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے، نہایت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کی ساری اولاد خدمت دین کی توفیق پا رہی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اپاپا نائیجیریا کے والد تھے۔

(4) مکرمہ کنول ناز صاحبہ (اہلیہ مکرم عتیق الرحمان صاحب۔ جرمنی)

30 نومبر 2015ء کو 40 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لجنہ میں مقامی سطح پر سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تعلیم کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر تا وقت بیماری خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ بچوں کو ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔ ماہانہ آمدنی کے ملتے ہی سب سے پہلے چندہ ادا کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، بہت شفیق، ملنسار، ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑے اہتمام اور شوق سے حصہ لیا کرتی تھیں اور وقت سے پہلے پہنچتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک غلام محمد صاحب مرحوم۔ لالیاں)

30 دسمبر 2015ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت محمد یار صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں اور مکرم ملک محمد خان صاحب سابق نائب افسر حفاظت خاص کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کے میاں اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ آپ کو کثیر تعداد میں اپنوں اور غیروں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، ہمدرد، ہر ایک کی خدمت کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے والی، خلافت کی شیدائی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حنیف احمد ثاقب صاحب (مربی سلسلہ) کی ساس تھیں۔

(6) مکرم صوبیدار دین محمد بھٹی صاحب (آف سیالکوٹ)

9 نومبر 2015ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے تقریباً 20 سال جماعت سیالکوٹ کینٹ صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو اپنی جماعت میں خوبصورت مسجد اور مربی ہاؤس تعمیر کروانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم نیک سیرت، ہمدرد، غریب پرور، احمدیت کے وفادار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرمہ حلیمہ طاہرہ صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب۔ آف ربوہ)

5 جنوری 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری عبدالمومن صاحب کاٹھ گڑھی کی بیٹی تھیں۔ جنہوں نے لمبا عرصہ ناصر آباد اور محمود آباد سٹیٹس میں خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ نظام جماعت کی اطاعت گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ مکرم عبدالمغنی زاہد صاحب مربی سلسلہ ضلع لاہور کی ہمشیرہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

○ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 27 جنوری 2016ء بروز ہفتہ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم۔ کرائیڈن) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم۔ کرائیڈن) 23 جنوری 2016ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت مولوی محمد اسحاق صاحبؓ آف کھریپڑ ضلع قصور کی بیٹی تھیں۔ آپ جون 2013ء میں پاکستان سے یوکے شفٹ ہوئی تھیں۔ ملاقات کی شدید خواہش کے باوجود بوجہ بیماری حضور انور سے ملاقات نہ کر سکیں۔ انتہائی نیک، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یٰسین شریف صاحب مرحوم آف سکندر آباد۔ انڈیا)

16 دسمبر 2015ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب مرحوم کی ساس تھیں۔ جب تک صحت اجازت دیتی رہی جلسہ سالانہ قادیان میں ہر سال شامل ہوتی تھیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، خلافت کی اطاعت گزار اور وفادار نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم رحیم خان صاحب (آف اڑیسہ۔ انڈیا)

4 جنوری 2016ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوبائی سیکرٹری امور عامہ بھی رہے۔ اس کے علاوہ لوکل کمیونٹی کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں کام کیا۔ لوکل جماعت میں مسجد کی تعمیر اور اخراجات میں معاونت کی توفیق پائی۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ غریب پرور، نظام خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، انسانیت کی خدمت کرنے والے نیک اور شفیق انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: پیس کانفرنس............از صفحہ نمبر 2

میں وفات پا جانے والے لارڈ ایوبری (Lord Eric Avebury) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ لارڈ ایوبری نے اپنی زندگی دنیا میں قیامِ امن اور اقلیتوں کے مذہبی وانسانی حقوق کی حفاظت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ لارڈ ایوبری 2009ء میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جاری کئے جانے والے Ahmadiyya Prize for Advancement of Peace کے حقدار قرار پائے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کاؤنسلر میکسی مارٹن (Councillor Maxi Martin) کے بیماری کی وجہ سے اس کانفرنس میں شامل نہ ہوسکنے پر حاضرین کو ان کے لئے دعا کے لئے کہا۔

اس کے بعد رچمنڈ پارک (Richmond Park) سے منتخب ہونے والے ممبر پارلیمنٹ زیک گولڈ سمتھ (Frank Zacharias Robin Goldsmith) اسٹیج پر تشریف لائے۔ موصوف برطانیہ کی conservative پارٹی کے ممبر ہیں۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے ایک صحافی ہیں۔ اور 2016ء کے دوران ہونے والے انتخابات میں میئر آف لندن کے لئے امیدوار ہیں۔

Zac Goldsmith نے اس کانفرنس پر مدعو کرنے پر حضورِ انور کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ جماعتِ احمدیہ ایک بہت ہی متأثر کرنے والی جماعت ہے۔ مسجد بیت الفتوح میں لگنے والی آگ کے بعد بھی آپ لوگوں کے حوصلے بلند تھے۔ آپ لوگ کبھی برٹش لیجنز کے لئے poppies فروخت کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں آپ حکومتی ایوانوں میں شدّت پسندی کے سدِّ باب کے لئے کوششیں کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کبھی آپ کی طرف سے لندن کی بسوں پر یہ پیغام لکھا دکھائی دیتا ہے 'United against extremism'۔ آپ کا ماٹو love for all, hatred for none تو پورے گریٹر لندن کا ماٹو ہونا چاہیے۔

بعد ازاں لارڈ طارق احمد بی ٹی آف ومبلڈن جن کو پہلے مسلمان Lord in waiting to her Majesty the Queen ہونے کا اعزاز حاصل ہے تشریف لائے۔ آپ سال 2014-15 میں آپ گورنمنٹ منسٹر فار کمیونٹیز رہے ہیں۔ اور اس وقت آپ گورنمنٹ منسٹر برائے Countering Extremism اور منسٹر برائے ٹرانسپورٹ کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں بطور منسٹر فار کاؤنٹرنگ ایکسٹریمزم یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی شدّت پسندی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مثال کے طور پر ہے کیونکہ یہ جماعت اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پانے والی خلافت کی سربراہی میں نہ صرف اپنی باتوں یا تقریروں سے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے ایک ماڈل پیش کرتی ہے کہ شدّت پسندی کا سدِ باب کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کاوشیں صرف مقامی طور پر ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے متعدد ممالک کے شاہی ایوانوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپ کے الفاظ اپنے اندر ایک خاص اثر رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب یہاں بہت کچھ سیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم سب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے منتظر ہیں۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

آخری مہمان مقرر کی تقریر سے قبل ماڈریٹر صاحب امورِ خارجہ نے بعض مہمانوں کا تعارف کروایا جو آج کی اس تقریب میں موجود تھے۔ ان میں مرٹن کاؤنسل کے لیڈر Stephet Alambritis، یوروپین پارلیمنٹ کی ممبر Jean Lambert، منسٹر فار پبلک ہیلتھ Jane Ellison، ممبر آف یوروپین پارلیمنٹ Julie Ward، سابق اٹارنی جنرل Rt. Hon. Dominic Grieve، Stephen Hammond، Baroness Shas Sheehan و دیگر معززین شامل تھے۔

اس کے بعد Rt. Hon. Justine Greening ممبر آف پارلیمنٹ و انٹرنیشنل سیکرٹری فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ تقریر کے لئے تشریف لائیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ آج کی دنیا میں ایک سو پچیس ملین لوگ ایسے ہیں جن کا محض زندہ رہنے کے لئے امدادی ساز وسامان پر انحصار ہے۔ یہ لوگ گویا کہ ایک ملک کی آبادی کے برابر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یو کے دنیا بھر میں موجود غرباء کے لئے بہت کام کرتا ہے۔ میں نے یو کے گورنمنٹ اس لیے نہیں کہا کیونکہ ہم یہ کام اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ہمیں یو کے کے لوگ اور یہاں پر قائم مختلف خیراتی ادارہ جات (Charities) سپورٹ نہ کریں۔ انہوں نے اس ضمن میں خاص طور پر ہیومینٹی فرسٹ اور مجلس خدام الاحمدیہ یو کے کا نام لے کر ان کی خدمات کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔

خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر تشریف لائے اور اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ فرمایا۔

حضورِ انور نے حاضرین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا اور تہہِ دِل سے تمام معزز مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں آپ کا یہاں آکر اس کانفرنس میں شمولیت اختیار کرنا خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کیونکہ آجکل مختلف دہشت گرد گروہ اسلام کے نام پر انتہائی تکلیف دہ کام کر کے اسلام کے خوبصورت نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ حضورِ انور نے نومبر 2015ء میں ہونے والے حملہ پیرس اور دیگر ممالک میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا کہ برطانیہ میں پولیس کے اسسٹنٹ کمشنر نے ایک حالیہ بیان میں متنبہ کیا ہے کہ داعش یہاں برطانیہ میں بھی خوفناک حملے کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی تھی جس میں اہم مراکز اور پبلک مقامات کو نشانہ بنانے کی سازش تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال کے دوران یورپ میں اچانک بڑی تعداد میں مہاجرین کی آمد ہوئی ہے جس سے یہاں کے بہت سے باشندے خوف و ہراس، تذبذب اور سراسیمگی کے جذبات محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں آپ لوگوں کا جو مسلمان نہیں مسلمانوں کی طرف سے منعقد کی جانے والی اس تقریب میں شامل ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ جرأتمند، روادار اور کھلا دل رکھنے والے لوگ ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام کی سچی تعلیمات سے کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بعض لوگ اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اسلام خودکش حملوں کی یا دہشت گردی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن درحقیقت اِس میں کوئی سچائی نہیں۔ حال ہی میں ایک نامور کالم نگار نے ایک اخبار میں اسلاموفوبیا (اسلام سے خوف) کے بڑھتے ہوئے رجحان پر ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ خودکش حملوں پر ایک بہت لمبی تحقیق کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ پہلا خودکش حملہ 1980ء کی دہائی میں ہوا۔ جبکہ اسلام کو آئے ہوئے تیرہ سو برس گزر چکے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام میں اگر خودکش حملے جائز ہوتے تو یہ حرکات تیرہ سو سال پہلے ہی شروع ہو جاتیں اور اسلامی تاریخ میں ہمیں ضرور ایسے واقعات نظر آتے رہتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان کی یہ دلیل بہت معقول ہے اور بہت مناسب انداز میں اسے پیش کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ خودکش حملے اس زمانہ میں ایجاد کی جانے والی ایک برائی ہے اور اِن کا اسلام کی حقیقی اور پُر امن تعلیم سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلام ہر قسم کی خودکشی سے واضح طور پر منع کرتا ہے۔ اس لئے کسی بھی خودکش حملے یا دہشت گردی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اِس قسم کے حملوں کے نتیجہ میں بِلا تفریق معصوم عورتوں، بچوں اور نہتے عوام کو ظالمانہ طریق پر موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حال ہی میں رائس یونیورسٹی ہیوسٹن ٹیکساس (Rice University Houston Texas) کے پروفیسر ڈاکٹر کونسڈائن (Dr. Craig Considine) نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ نام نہاد اسلامک اسٹیٹ (داعش) کی طرف سے عیسائیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وتحریرات سے کسی صورت حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی معاشرہ کا تصور پیش کیا تھا اس کی بنیاد تمام مذاہب کے مابین رواداری اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ پر رکھی گئی تھی۔ چنانچہ یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ یہ شدت پسندوں کی کارروائیاں اسلامی اصول کے سراسر خلاف ہیں۔ اسلام نے اگر کبھی جنگ کی اجازت بھی دی ہے تو اپنے دفاع کے لئے دی ہے، ایسی صورت میں جبکہ آپ پر جنگ مسلط کی جارہی ہو۔ مثلاً قرآنِ کریم کی سورت الحج کی آیت 40 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے۔ اور اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مذہب کی خاطر لڑی جانے والی جنگوں میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا جو مظلوم ہوں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ خالص مذہبی جنگیں تھیں جو کہ مذہب کی آزادی کو قائم کرنے کے لئے لڑی گئیں۔ چنانچہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نیت سے لڑی جانے والی جنگوں میں جہاں دشمن مکمل طور پر مسلح اور مسلمانوں سے تعداد میں کئی گنا زیادہ تعداد میں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تعداد میں کم ہونے اور پوری طرح مسلح نہ ہونے کے باوجود فتح سے نوازتا رہا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بطور ایک مسلمان کے اگر مَیں آج کے دَور میں لڑی جانے والی مسلمانوں کی جنگوں کا تجزیہ کروں تو مَیں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جنگیں مذہبی جنگیں نہیں۔ اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ تر جنگیں یا تو ممالک کے اندرونی ہنگاموں کی وجہ سے ہوئیں یا ہمسایہ مسلمان ممالک سے لڑی گئیں۔ اور جو جنگیں غیر مسلم ممالک سے بھی ہوئیں ان کو مذہبی جنگیں قرار نہیں دیا گیا۔ اور دونوں فریقوں میں مسلمان فوجی لڑتے رہے۔ یہ بات واضح رہے کہ آج کے دور کی جنگیں اسلامی یا مذہبی جنگیں نہیں ہیں بلکہ یہ جنگیں معاشی یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کی نیت سے لڑی جارہی ہیں۔ اور اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو کچھ ابھی تک میں نے کہا ہے اس سے آپ پر یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ سچے اور حقیقی اسلام سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں، اسلام شدّت پسندی، خودکش حملوں اور بے دریغ قتلِ عام کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ اسلاموفوبیا کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات امن کے قیام، برداشت اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی ترغیب دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسلامی تعلیمات انسانی اقدار کو قائم کرتی ہیں اور تمام انسانوں کی عزت، وقار، اور آزادی کی علمبردار ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان تمام باتوں کے باوجود ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ بعض شدّت پسند اور ظالم لوگ اسی خوبصورت اسلام کے نام پر نہایت ظالمانہ کارروائیاں بھی کر رہے ہیں۔ بہر صورت جو آیت میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس بات کو اچھی طرح واضح کر دیتی ہے کہ خواہ کیسے ہی حالات درپیش ہوں اسلام ایسی حرکتوں کی کسی صورت اجازت نہیں دیتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک اور چیز جو مجھے مسلمان ہونے کے ناطے جنگوں کی طرف راغب ہونے کی بجائے تمام انسانوں سے محبت کرنے پر مجبور کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے بالکل شروع میں، دوسری ہی آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو 'ربُّ العالمین' فرماتا ہے۔ اور تیسری آیت میں فرماتا ہے کہ وہ 'بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا' ہے۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو تمام انسانوں کا ربّ فرماتا ہے اور بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا فرماتا ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لے آئے ہیں کہے کہ وہ اس کی مخلوق کو ظالمانہ طور پر قتل کریں اور ان کو کسی بھی طرح کی تکالیف میں ڈالیں؟ لازماً اس سوال کا جواب یہی ہو گا کہ ایسا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس کے برعکس یہ بات بالکل درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم، غیر انسانی حرکات اور ناانصافی کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک مسلمان کو ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکنے، ناانصافی کی تمام اقسام کو اور ہر قسم کی زیادتی کو معاشرے سے ختم کرنے کی کوشش کرنے کی ہدایت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ کام دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ طریق ہے کہ باہمی گفت وشنید اور معاملہ فہمی کے ساتھ معاملات کو طے کیا جائے۔ اور یہ پسندیدہ طریق ہے۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تب دوسرا طریق اختیار کرنے کا حکم ہے کہ طاقت سے ظلم کو

روکو تا کہ معاشرہ میں دیرپا امن کا قیام ممکن ہوسکے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مذہب کے علاوہ دیگر دائروں میں بھی بعض قواعد وضوابط ہوتے ہیں، اور ان کی خلاف ورزی پر سزا دی جاتی ہے۔ اگر اصلاح بغیر سزا دیے ممکن ہو یا معمولی سزا دینے سے ہوسکتی ہو تو یہ سب سے بہتر ہے۔ لیکن اگر اصلاح کے لئے سخت سزا دینا ضروری ہوجائے تو معاشرے کی بہتری اور دوسروں کی عبرت کے لئے وہ سزا دی جاتی ہے۔ اب اس بات کو مذہبی تناظر میں دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلامی تعلیمات میں جرم کی سزا بدلہ لینے کے لئے یا محض تکلیف پہنچانے کے لئے نہیں دی جاتی۔ بلکہ اس کا مقصد ظلم کو ختم کرنا اور مثبت انداز میں لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق اگر کسی فردِ واحد یا گروہ کی اصلاح معاف کرنے یا رحم سے کام لینے سے ہوسکتی ہو تو یہی طریق اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن اگر عفو و درگذر سے اصلاح کا مقصد حاصل نہ ہو سکتا ہو تو پھر معاشرے کی اصلاح اور بہتری کے لئے سزا نافذ ہونی

چاہیے۔ اس لئے اسلام میں سزا کا تصوّر ایک منفرد اور دُور اندیش تصور کا حامل ہے کیونکہ اس کا مقصد معاشرہ کی بہتری کے لئے لوگوں کی تربیت کرنا ہے، اور اعلیٰ انسانی اقدار کو معاشرہ میں رائج کرنا ہے تا کہ لوگ اپنے خالق کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ایک دوسرے کا خیال کرنے لگ جائیں۔ اس لئے اسلام میں کسی فردِ واحد یا کسی گروہ کے حقوق غصب ہونے پر غاصب کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینے کا حکم ہے۔ لیکن دوسری جانب اگر سزا کے بغیر معاشرہ میں اصلاح ہوسکتی ہو تو اس طریق کو زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ النّور کی آیت 23 میں فرماتا ہے کہ 'اور چاہیے کہ وہ عفو سے کام لیں اور درگذر کریں'۔ اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت 135 میں فرماتا ہے کہ 'غصّہ کو دبانے والوں اور لوگوں کو معاف کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔' اس کے علاوہ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر یہ حکم موجود ہے کہ انسان کو جہاں تک ممکن ہو عفو و درگذر سے کام لینا چاہیے کیونکہ حقیقی مقصد اخلاق میں بہتری اور اصلاح ہے، نہ کہ بدلہ لینا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ممالک یا گروہوں کے باہم اختلافات کے تصفیہ اور پھر انصاف کے دیرپا قیام کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات آیت 10 میں ایک سنہری اصول بیان فرماتا ہے کہ 'اگر دو ممالک یا گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ایک غیر جانبدار گروہ ان کے مابین معاملہ کو پر امن طور پر حل کرواتے ہوئے صلح کروائے۔ اگر ان کے مابین معاہدہ ہو جائے تو سب کے ساتھ برابری کی سطح پر سلوک کیا جائے۔ لیکن ان میں سے کوئی گروہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور دوسرے پر چڑھائی کر دے تو دیگر تمام گروہ یا ممالک مل کر ظالم کو روکنے کے لئے اس کے خلاف طاقت کا استعمال کرتے ہوئے چڑھائی کر دیں۔ لیکن اگر وہ زیادتی کرنے والا گروہ اپنی زیادتی اور ظلم سے باز آ جائے تو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان دونوں گروہوں کے درمیان صلح کروا دو اور اس زیادتی کرنے والے کو بطور ایک آزاد حکومت یا قوم کے ترقی کرنے کی پوری طرح اجازت دو۔ ان تمام اصولوں کو دیکھ کر ہم پر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ تمام انسانوں کا رب، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم سب لوگ امن کے ساتھ، انصاف کو قائم کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر، اکٹھے رہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جہاں تک مذہبی تعلیمات کا تعلق ہے، اسلامی عقائد مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر کے علمبردار ہیں۔ اسلام میں ہر فرد کو نہ صرف اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے کی اجازت ہے بلکہ اس مذہب کی تبلیغ کرنے کی بھی کھلی اجازت ہے۔ 'مذہب' اور 'ایمان' تو دل کا معاملہ ہے۔ اس لئے مذہب کے اختیار میں کوئی زبردستی نہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک کامل مذہب بنایا ہے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اس میں لوگوں کو زبردستی شامل کرے۔ ہر شخص چاہے وہ مذہبی رجحان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اسے اسلام قبول کرنے کی آزادی ہے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس کا اسلام قبول کرنا اس کی اپنی مرضی سے ہو اور وہ یہ فیصلہ بغیر کسی دباؤ کے کرے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑنا چاہے تو قرآنی تعلیمات کے مطابق ایسے آدمی یا عورت کو اسلام کو چھوڑنے کا بھی حق حاصل ہے۔ جبکہ ہمیں یقین ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور اس کی تعلیمات کامل ہیں کوئی بھی شخص اگر اسے چھوڑنا چاہتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے اور اسے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 55 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اس دین سے پھرنا چاہے تو اسے جانے دو۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ مزید بہتر اور زیادہ مخلص لوگوں کو تم میں شامل کر دے گا۔ چنانچہ کسی حکومت، گروہ یا فردِ واحد کو حق نہیں کہ وہ اسے کسی قسم کی کوئی سزا دیں یا اس پر کوئی پابندی عائد کریں۔ چنانچہ یہ بات کہ اسلام میں مرتد ہونے کی سزا ہے ایک غلط اور بے بنیاد الزام ہے۔ اسلامی تعلیمات کا محور اور مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا رب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اسلام کے نام پر تشدد اور ظالمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو 'رب العالمین نہیں مانتے۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رب العالمین ہونے پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن انہیں اس کا ادراک ہی نہیں اور اسی وجہ سے وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم احمدی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ایسی ہی غلطیوں کو درست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امام الزمان حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ مذہبی جنگوں کا زمانہ اب گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان امن و آشتی کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوئے مل جل کر زندگی گزاریں۔ اس بارہ میں اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کی رو سے دین کے دو حصے ہیں یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب کی بنیاد دو ستونوں پر قائم ہے۔ پہلا یہ کہ خدائے واحد کو پورے یقین کے ساتھ پہچانیں اور پورے خلوص سے اس سے محبت کریں اور محبت اور اطاعت کے تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ دوسرا یہ کہ اس کی مخلوق کی خدمت کریں اور اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو دوسروں کی خدمت میں لگائیں۔ اور جو آپ سے نیکی کرتا ہے اس کے عوض میں آپ بھی اس کے شکر گزار ہوتے ہوئے اس سے نیک سلوک کریں خواہ وہ بادشاہ ہوں یا حکمران یا عام لوگ۔ اور ان سے ہمیشہ محبت کا تعلق استوار کریں۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ النحل کی آیت 91 جس کا ترجمہ یہ ہے 'اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔' اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم تمام بنی نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ اس سے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اُن سے بھی نیکی کریں جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آپ ایک مسلمان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آئے گویا وہ اس کے حقیقی رشتہ دار ہیں۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔' یہاں حضور علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ ہر مسلمان دوسرے انسانوں سے ان کے رنگ و نسل، ذات پات اور مذہب کی پروا کیے بغیر ایسے محبت کرے جیسا کہ ایک ماں اپنے بچوں سے محبت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ محبت کی خالص اور اعلیٰ ترین قسم ہے کیونکہ دوسرے درجہ میں جہاں انسان سے کسی سے احسان کا سلوک کرتا ہے وہاں اس بات کا امکان ہے کہ احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دے اور بدلے میں احسان کا طلبگار بھی ہو۔ تاہم ماں کی محبت بے غرض ہوتی ہے اور اس کا اپنے بچے سے محبت کا رشتہ ایسا منفرد ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ رہتی ہے۔ اسے کسی بدلہ کی طلب نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے کسی تعریف کی کوئی خواہش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ وہ انتہائی معیار ہے جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے جس کی رُو سے مسلمانوں کو تمام نوعِ انسانی سے ایسے محبت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے جیسے ایک ماں بچے سے محبت کرتی ہے۔ یہی اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اس کی صفات کو اپنائیں، لہٰذا ایک سچے مسلمان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ ظلم کرے۔ اور اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ اسلام کسی قسم کی ناانصافی، تشدد اور انتہا پسندی کی اجازت دے۔

حضورِ انور نے فرمایا: گزشتہ کئی سالوں سے میں بارہا اسلام کی بنیادی تعلیمات کے ان نکات کو بیان کر چکا ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میں نے متعدد مرتبہ قرآنِ کریم کے حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اسلام کی مستند تعلیمات ہیں۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے امن کے پیغام کو میڈیا میں وسیع پیمانہ پر کوریج نہیں دی جاتی۔ جبکہ اس مقابل پر ان معدودے چند لوگوں کو جو ہر قسم کے ظلم وستم اور قتل وغارت میں ملوّث ہیں انہیں عالمی میڈیا میں مسلسل کوریج دی جاتی ہے اور بہت توجہ دی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا لوگوں کی عمومی رائے قائم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے میڈیا کو اپنی اس طاقت کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ بھلائی او رامن کے قیام کے لئے کرنا چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے رکھیں۔ بجائے اس کے کہ میڈیا ایک اقلیت کے ظالمانہ اعمال پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ دہشت گرد اور انتہا پسند گروپس کی ایسی حرکتوں کی تشہیر ان کے لئے آکسیجن کا کام دیتی ہے۔ اس لئے مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جیسا کہ میں نے کہا ہے اگر میڈیا اس بات کی طرف توجہ کرے تو ہم دیکھیں گے کہ بہت جلد ہی ظلم و بربریت اور دہشتگردی جو دنیا پر مسلّط ہے ختم ہونا شروع ہوجائے گی۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضورِ انور نے فرمایا کہ میں ذاتی طور پر اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ انتہاء پسند لوگ جنہوں نے اسلام اور اس کی اعلیٰ تعلیمات سے روگردانی کی ہے وہ اپنی ان قابلِ نفرت حرکات کا جواز اسلام سے کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام کی پر امن تعلیمات تو ہر قسم کی انتہا پسندی سے اس حد تک روکتی ہیں کہ جائز جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ سزا جرم کے مطابق دی جائے۔ اور یہ کہ بہتر یہ ہے کہ صبر سے کام لیا جائے اور معافی کا اظہار کیا جائے۔ پس وہ تمام نام نہاد مسلمان جو تشدد، ناانصافی اور بربریت میں ملوّث ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کو دعوت دے رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس دور میں جبکہ اسلام کا خوف لوگوں کے دلوں میں مسلسل بڑھ رہا ہے مَیں اس بات کو بڑے زور کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے بار بار محبت، شفقت اور رأفت پر زور دیا ہے۔ اگر بعض انتہائی ناگزیر حالات میں قرآنِ کریم نے دفاعی جنگ کی اجازت بھی دی ہے تو وہ محض امن کے قیام کی خاطر تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر حکومتیں اور گروپس خواہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم جو جنگ میں ملوث ہیں وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ امن کے قیام کی خاطر جنگ کر رہے ہیں۔ عمومی تاثر یہی ہے کہ اکثر لوگ بڑی طاقتوں کی طرف سے جو جنگیں کی جارہی ہیں ان سے صرفِ نظر کرتے ہیں یا کم از کم ان کے افعال کو کسی مذہب یا عقیدے کے ساتھ نہیں جوڑتے۔ تاہم چونکہ ہم ایک ایسے ماحول میں رہ رہے ہیں جس میں اسلامی تعلیمات کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور جنگیں جن میں مسلمان ملوّث ہوں ان کو فوراً اسلامی تعلیمات سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ جبکہ ان لوگوں اور جماعتوں کی آوازیں جو اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیمات کو پھیلانے کی جدو جہد کر رہی ہیں ان کی آواز کو یا تو سنا ہی نہیں جاتا اور پھر نہ ہی ان کی کوئی وسیع پیمانے پر مناسب تشہیر کی جاتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بات نہایت غیر منصفانہ اور منفی نتائج کی حامل ہے۔ اس قسم کے عالمی بحران کے موقع پر ہمیں یہ بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قسم کی بدی اور ظلم کو دبایا جائے اور ہر قسم کی نیکی اور انسانیت کو پھیلایا جائے۔ اس طرح بدی زیادہ دور تک نہیں پھیل سکے گی جبکہ نیکی اور امن دور دور تک پھیلے گا اور ہمارے معاشرہ کو خوبصورت بنادے گا۔ اگر ہم اس اچھائی کو جو دنیا میں ہے مزید بڑھائیں تو اس طرح ہم ان لوگوں پر غالب آسکتے ہیں جو امن اور انسانیت کی اعلیٰ اقدار کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا اس اصول کو قبول کرنے اور سمجھنے سے قاصر ہے اور یہی وجہ ہے کہ میڈیا امنِ عالم کے قیام پر اپنے اخبارات کی سرکولیشن میں اضافے اور اپنے ناظرین کی تعداد میں اضافہ کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ میڈیا جو بڑھ چڑھ کر اقلیت کے ظلم و ستم کی تشہیر کرتا ہے وہ دراصل داعش جیسے برے گروپس کی پراپیگنڈا مہم کو مدد دینے کا باعث بن رہا ہے جبکہ اس کا فرض یہ بنتا ہے کہ وہ دنیا میں موجود اچھائیوں کو نمایاں کرے اور وہ اپنے اس کام میں ناکام ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی ناانصافی ہے جو مزید تقسیم اور جھگڑے کے بیج بو رہی ہے۔ عالمی سیاست میں دہشت گردی کو شکست دینے کے لئے ضروری ہے کہ امن کا قیام ہمارا انتہائی مقصد ہو۔ اور اس کے لئے سب لوگوں کا اتفاق ضروری ہے۔ اگر آپ ایک مسلمان کی بات پر اعتماد نہیں کرتے تو میں آپ کے سامنے بعض ممتاز غیر مسلموں کے بیانات پیش کرتا ہوں جو سیاسیات کے ماہر ہیں اور دنیا میں امن کے خواہاں ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم یہ کہتے ہیں کہ انتہا پسندی کو اور خاص طور پر داعش جیسے دہشت گرد گروپس کو کس طرح شکست دی جائے تو آسٹریا کے وزیرِ خارجہ نے حال ہی میں یہ کہا ہے کہ ہمیں دانشمندانہ حکمتِ عملی کی ضرورت ہے جس میں اسلامک اسٹیٹ (ISIS) سے جنگ کرنے کے لئے شام کے صدر اسد کو بھی اپنے ساتھ ملایا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ترجیح دہشتگردی کے خلاف جنگ ہے اور یہ بڑی طاقتوں مثلاً رشیا اور ایران کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے۔

اسی طرح پروفیسر جان گرے (John Gray) جو ایک ریٹائرڈ سیاسی فلسفہ دان ہیں جنہوں نے کئی سال تک لندن اسکول آف اکنامکس میں پڑھایا ہے انہوں نے حال ہی میں ''موجودہ سیاسی نظام پر امن کی ترجیح'' کی اہمیت کے بارے میں لکھا کہ 'حکومتی نظام خواہ جمہوری ہو، آمرانہ ہو، بادشاہت کا ہو یا رپبلیکن، یہ سب امن کے قیام کے مقابلہ میں کم اہمیت رکھتے ہیں۔'

حضورِ انور نے فرمایا کہ میری رائے میں یہ ایک بہت ہی بصیرت افروز تبصرہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود بڑی طاقتوں نے ان ممالک میں جو اس سے قبل نسبتاً مستحکم تھیں، حکومت (regime) کی تبدیلی کو زیادہ اہمیت دی۔ مثلاً مغرب اس بات پر تلا ہوا تھا کہ عراق سے صدام کو ہٹایا جائے۔ چنانچہ اس تیرہ سالہ جنگ کے نہایت تکلیف دہ نتائج آج بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ ایک اور نمایاں مثال لیبیا کی ہے جہاں صدر قذافی کو 2011ء میں زبردستی ہٹایا گیا اور اس وقت سے لیبیا مسلسل لاقانونیت اور تباہی میں دھنستا چلا جارہا ہے۔ لیبیا میں اس سیاسی خلا کا براہِ راست نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب داعش نے وہاں دہشت گردی کی مضبوط بنیاد اور جال پھیلا دیا ہے جو مسلسل مضبوط ہوتا چلا جارہا ہے۔ اب صورتحال بہت خطرناک ہو چکی ہے۔ اور یہ خطرہ اس علاقہ کے لئے ہی نہیں بلکہ یورپ کے لئے بھی ہے جس کے بارہ میں مَیں نے چند سال پہلے متنبہ کر دیا تھا۔ اس لئے ایسے ممالک میں ترجیح حکومت (regime) کو تبدیل کرنے پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ عوام الناس کو ان کے بنیادی حقوق ملیں اور دیرپا امن کا قیام ہو۔

شام (Syria) کی طرف واپس لوٹتے ہوئے مَیں آسٹریا کے وزیر خارجہ کی اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ اوّلین مقصد امن کا قیام ہونا چاہیے۔ اس لئے بڑی طاقتوں کو شام کی حکومت کے ساتھ رابطہ کے ذرائع کھلے رکھنے چاہئیں اور دوسرے ہمسایہ ممالک کی مدد بھی حاصل کرنی چاہیے جن کا اس علاقہ پر اثر ورسوخ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا یاد رکھیں کہ مثبت تبدیلی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وسیع تر مفاد کی خاطر ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھا جائے اور ہمہ وقت انصاف کے ساتھ کام کیا جائے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ انصاف وہ بنیاد ہے جس پر امن کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ سو ہمیں وقت کی فوری ضرورت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کئی سالوں سے مَیں متنبہ کر رہا ہوں کہ دنیا ایک اَور عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور اب دوسرے لوگ بھی اسی نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب بعض اہم لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ تاہم میں پھر بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اس جنگ کو روکنے کے لئے ابھی کچھ وقت ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم عدل و انصاف سے کام لیں اور اپنے دیگر ہر قسم کے مفادات کو ایک طرف رکھ دیں۔ قبل ازیں بہت سے مواقع پر میں نے انتہا پسند گروپوں کی فنڈنگ اور ان کی سپلائی لائن کو کاٹنے کے متعلق بات کی ہے۔ تاہم ابھی بھی یہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس پہلو سے تمام تر کوششیں کی جا چکی ہیں۔ مثلاً ایک حالیہ خصوصی تحقیقاتی رپورٹ میں جو وال سٹریٹ جرنل (Wall Street Journal) میں کہا گیا ہے کہ داعش عراق کے سنٹرل بنک کے زیرِ انتظام نیلامی سے بہت بڑی تعداد میں امریکن ڈالر حاصل کر رہا ہے۔ یہی ڈالر عراق کو امریکہ کے فیڈرل ریزرو سے براہِ راست مہیا کیے گئے تھے۔ اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے کہ امریکن حکومت اس صورتحال سے کم از کم جون 2015ء میں پوری طرح باخبر تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ذاتی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کی بڑی طاقتوں کو اس تجارت کے بارہ میں بہت پہلے سے علم تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ علاوہ ازیں تیل کی فروخت کے بارے میں یہ بات سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مختلف گروپس یہاں تک کہ حکومتیں بھی داعش سے تیل خرید رہی ہیں۔ یہ تجارت کیوں روکی نہیں گئی؟ کیوں ایسی ڈیلز (deals) پر جامع قسم کی پابندیاں عائد نہیں کی گئیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ جب تیل کے حصول کا معاملہ ہو تو اخلاقیات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے! یہ وہ نکتہ ہے جو کنگز کالج لندن کے پروفیسر لیف ویز (Leif Wenar) نے اپنے ایک حالیہ مقالہ میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا تیل حاصل کرنے کی خاطر ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو برداشت کرنے پر آمادہ ہے۔ چنانچہ ملکوں نے داعش سے بھی تیل خریدا اور سوڈان سے بھی جہاں پر بہت سے انسانی حقوق کا استحصال کیا گیا ہے۔ یہ بات تجارتی مارکیٹ کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے جس کے مطابق تشدّد کے نتیجہ میں ملکیتی حقوق قائم نہیں کیے جاسکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ علاوہ ازیں حال ہی میں ڈائریکٹر عراق انرجی انسٹیٹیوٹ نے اپنے ایک مقالہ میں بیان کیا ہے کہ داعش والے کس طرح تیل فروخت کر رہے تھے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ تیل ٹینکرز کے ذریعہ انبار صوبہ سے اردن بھیجا جاتا ہے اور کردستان کے ذریعہ ایران اور موصل کے ذریعہ ترکی اور شام کی مقامی مارکیٹ میں بھی فروخت ہوتا ہے۔ اور اسی طرح عراق کے کردستان ریجن میں بھی جہاں پر اس کا بہت سا حصہ مقامی طور پر ریفائن (refine) کیا جاتا ہے۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ ان ملکوں کی حکومتی انتظامیہ اس تمام سلسلہ سے بے خبر ہو گی۔ اس لئے جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاری ہے، تو حقائق اس دعویٰ کو درست ثابت نہیں کرتے۔ ان سب باتوں کے پیشِ نظر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں حقیقی انصاف ہے۔ یہ کس طرح دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ دیانت اور امانت کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح حال ہی میں عالمی سطح پر اسلحہ کے پھیلاؤ کے بارہ میں بھی متعدد رپورٹس میڈیا میں آئی ہیں۔ سرکاری اور معتبر رپورٹس کے مطابق گزشتہ سال کے دوران امریکہ نے 46.6 ارب ڈالرز کا اسلحہ مارکیٹ میں فروخت کیا۔ جو گزشتہ سال کے مقابل پر 12 ارب ڈالرز زیادہ تھا۔ اور ان رپورٹس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اسلحہ زیادہ تر ان ممالک کو فروخت ہوا جو مڈل ایسٹ میں ہیں۔ اور اس طرح وہ شام، عراق اور یمن میں جنگ کو مزید ہوا دے رہے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں پھر یہ کہتا ہوں کہ اگر ایسی تجارت ہو رہی ہے تو دنیا میں امن اور انصاف کا قیام ہونا کس طرح ممکن ہے؟ یہ جو میں نے چند مثالیں دی ہیں ان کی رسائی ہر ایک تک ہے۔ اور یہ ممتاز تجزیہ نگاروں اور تبصرہ نگاروں کے خیالات پر مشتمل ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب تک معاشرہ کی ہر سطح پر اور قوموں کے درمیان بھی انصاف کے اصولوں کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہم دنیا میں حقیقی امن نہیں دیکھ سکتے۔ انصاف کے بغیر داعش اور اس قسم کے دوسرے انتہا پسند گروپس کو شکست دینے کے لئے دسیوں سال درکار ہوں گے۔ تاہم اگر دنیا اس پیغام پر توجہ دے اور انصاف کے اوپر قائم ہو جائے اور دہشتگردی کی فنڈنگ اور سپلائی کو روکنے کے لئے حقیقی معنوں میں کوشش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک ریٹائرڈ امریکی جنرل کے اس بیان کے برعکس جس میں اس نے یہ کہا تھا کہ داعش کے خلاف جنگ دس سے بیس سال تک جاری رہے گی، مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ دہشتگردی کا نیٹ ورک بہت جلد تباہ کیا جا سکتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک دنیا اپنے خالق کو نہیں پہچانتی اور اسے تمام جہانوں کا رب تسلیم نہیں کرتی حقیقی انصاف غالب نہیں آ سکتا۔ نہ صرف یہ کہ حقیقی انصاف غالب نہیں آئے گا بلکہ دنیا ایک نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن نیوکلیئر جنگ کا سامنا کرے گی جس کے نتائج ہماری مستقبل کی نسلوں کو دیکھنے پڑیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھ جائے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب انسانیت کے حقیقی مقاصد کو حاصل کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں اور میں دعا کرتا ہوں کہ حقیقی امن جو انصاف پر مبنی ہو دنیا کے تمام حصوں میں قائم ہو جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک دفعہ پھر آپ سب مہمانوں کا شکرگزار ہوں جو آج کی اس شام میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔

اس خطاب کے بعد حضورِ انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

....

اس پیس کانفرنس میں حضورِ انور نے محترمہ حدیل قاسم صاحبہ (Hadeel Qassim) کو احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس (Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace) بھی عطا فرمایا۔ موصوفہ مشرقِ وسطی کے ناگزیر حالات میں مہاجر بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ: خطبہ عید الاضحیٰ............از صفحہ نمبر 20

روحانیت کے اعلیٰ معیار کے حصول کی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دنوں میں خاص طور پر میں اس کوشش کرنے والے کی پکار کا جواب دوں گا۔ نمازوں کی فرضیت تو ویسے بھی ہر ایک عاقل بالغ مسلمان پر لازم ہے لیکن جن سے ان دنوں میں سستیاں ہوگئیں وہ خاص طور پر اس طرف توجہ دیں۔ اکثر نے اللہ تعالیٰ کے اس اعلان پر کہ مَیں پکارنے والے کی پکار کا جواب دوں گا پوری طرح خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی سامنے رکھا کہ اپنے اخلاقی معیار بھی اس قدر بلند کرنے کی کوشش کرو کہ جو پہلے کے مقابلے میں واضح طور پر نظر آئیں۔ رمضان میں چھوٹی موٹی دوسروں کی ناراضگیوں اور لڑائیوں کی باتوں پر صرف اِنِّیْ صَائِمٌ کہہ کر ایسے لوگ دوسری طرف نہیں چلے گئے بلکہ سخت تکلیف دِہ اور فساد انگیز حالات میں بھی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں ہوتے ہیں اُس خلق کا بھی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کہ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (الرعد:23)۔ اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی خاطر صبر کیا پر پوری طرح عمل کیا۔ پس یہ سب کچھ اس لئے ایک مومن کرتا ہے اور ایک سچے احمدی مسلمان نے کِیا کہ اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار بھی قائم کرنا ہے کیونکہ رمضان اطاعت کا بھی اعلیٰ ترین معیار سکھانے کے لئے آتا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اسی اطاعت کے جذبے سے جائز چیزیں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑتا ہے۔

پس یہ روحانیت میں ترقی، اخلاق میں ترقی اطاعت میں ترقی کے جو معیار حاصل کرنے کی ہم نے کوشش کی ہے، جس ٹریننگ سے ہم گزشتہ دنوں میں گزرے ہیں اس کو اپنے ساتھ اب چمٹائے رکھنا ہے۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک کے مبارک دنوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔

رمضان شروع ہوتا ہے تو ایک یہ بھی رسم بن گئی ہے کہ ایک دوسرے کو کہا جاتا ہے رمضان مبارک۔ رمضان کی مبارکباد دی جاتی ہے۔ ٹھیک ہے بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن کہنا یہ چاہئے کہ رمضان شروع ہوگیا آپ بھی دعا کریں، مَیں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ رمضان آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی مبارک کرے اور ہم اس سے ہر طرح سے فیض پانے والے ہوں۔ بعض لوگوں کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ سرسری طور پر 'رمضان مبارک ہو' کہہ کر سمجھتے ہیں کہ رمضان کا فرض ادا ہوگیا۔ تو جب اس مبارک رمضان کے مبارک ہونے کی روح کو سمجھ لیں گے تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رمضان کے مبارک دنوں سے فائدہ اٹھایا ہے اور تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج کی عید ہم اس خوشی میں منا رہے ہیں کہ ہم نے یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کا عہد کیا ہے۔ اور اس عہد کے نتیجہ میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننے والے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننے کی خوشخبری ہمیں مل رہی ہے تو پھر ہم یہ عید کیوں نہ منائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم یہ عید مناؤ۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو آج اس عید کو منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ رمضان نے ہمیں اطاعت کا سبق دیا کہ جائز چیزیں بھی ہم نے چھوڑیں اور اس اطاعت کے جذبے کے تحت ہم عید بھی منا رہے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ سب کچھ، یہ صبر، یہ حوصلہ، یہ اخلاق کے نمونے، یہ پاک تبدیلیاں، اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے کی طرف توجہ اور آج کا عید منانا ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور اطاعت کے جذبے سے کر رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہمیں جنت کی خوشخبری دے رہا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (النساء: 14) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ اسے جنت میں داخل کرے گا جس کے اندر نہریں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنّتوں میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی ہے تو یہ اُنتیس دن کی اطاعت کے بدلے میں نہیں ہے۔ یہ سال کے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینے کی اطاعت کے بدلے میں نہیں ہے بلکہ اطاعت کے نمونے ہمیشہ قائم کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے۔ اس ہمیشہ کی اطاعت کے بدلے میں اس دنیا میں بھی فوری بدلے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عید دکھائی اور اس لئے دکھائی کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی بجا آوری کرنے والے اور اس کی رضا کی جستجو اور تلاش کرنے والے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اس کا اجر جنت کی صورت میں ہوگا۔ اس دنیا میں یہ جنّت عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی وجہ سے اطمینان قلب کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: 29)۔ پس سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اِس دنیا میں بھی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ پس یہ معیار جو ہم نے رمضان میں حاصل کرنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کئے یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس دنیا میں اطمینان قلب نصیب ہو اور جس کو اطمینان قلب نصیب ہو جائے اس کے لئے اور کون سی جنت ہے جو اس کو چاہئے۔ ایک دنیادار کے پاس سب کچھ ہوتا ہے لیکن بے چین ہوتا ہے۔ کئی بڑے بڑے امیر کبیر لوگ ہیں لیکن رات کو سونے کے لئے ان کو نیند کی دوائی استعمال کرنی پڑتی ہے۔ گھبراہٹ اور بے چینی میں دن کو بھی پریشان حال رہتے ہیں۔ اگر دولت بے چینیاں دُور کر سکتی، سکون دے سکتی تو امیر لوگوں کو کبھی بے چینی اور گھبراہٹ نہ ہوتی۔ لیکن جائزہ لیں تو عموماً امیر لوگوں کو زیادہ دل اور گھبراہٹ کی بیماریاں ہوتی ہیں خاص طور پر ان کو جن کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔ پس اگر کسی نیک آدمی کو کوئی بیماری ہو، تکلیف ہو تو وہ اس بات پر بے چین ہوتا ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض ادا کئے یا نہیں کئے۔ اسے دنیا داری کی خاطر گھبراہٹ نہیں ہوتی۔

پس ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے رمضان میں یہ موقع عطا فرمایا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے گنتی کے چند دن روزے رکھے اور اس کے ساتھ اپنی روحانی بہتری کی طرف توجہ بھی دی تو ہمیں اس جذبے کو قائم رکھتے ہوئے اب روزوں کے بعد بھی اپنی عبادتوں کے معیار قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر اخلاق کی بہتری کی طرف اگر ہم نے توجہ دی اور اِنِّیْ صَائِمٌ کہہ کر اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا تو یہ روزہ دار نہ ہونے کے باوجود بھی اب یہ خُلق قائم رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کا حکم دیا ہے تو ہر سال انتیس تیس دن کے لئے اس کے معیار پہلے سے بہتر قائم رکھنے کے لئے موقع بھی میسر فرما دیا ہے کہ تمہارے پاس یہ بہانہ نہ رہے کہ مَیں دنیا کے ماحول سے متاثر ہو کر زمانے کی رَو میں بہہ کر اچھے اخلاق پر عمل کرنا اور ان کا مظاہرہ کرنا بھول گیا۔ فرمایا کہ یہ گنتی کے چند دن ہم تمہیں مہیا کر رہے ہیں پس بھولنے کا سوال ہی نہیں ہے۔ اگر روزوں میں تم اِنِّیْ صَائِمٌ کہہ کر اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر سکتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر وہ طاقت اور استعداد ہے جس سے تم اپنے جذبات کو کنٹرول کر سکتے ہو۔ پس اب جبکہ یہ مظاہرہ کر چکے ہو تو اسے اب اس اپنی زندگی کا دائمی حصہ بناؤ پھر میری جنتوں کے وارث بنو گے۔ اس دنیا میں بھی جنت نظیر معاشرے میں رہو گے اور آخرت میں بھی اس انعام کے مستحق ٹھہرو گے۔ جو شخص اپنی اصلاح کرتا ہے، عبادتوں کے معیار بلند کرتا ہے، اخلاق کے معیار بلند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھاتا ہے تو وہ پھر اپنے آپ کو دنیا کے اس ماحول سے بھی باہر نکالتا ہے جس میں عبادتوں کی طرف سے لاپرواہی برتی جا رہی ہو، جس میں بدخلقیوں کے نمونے دکھائے جا رہے ہوں، جس میں اپنے آپ کو والدین یا بزرگوں اور بڑوں اور نظام جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کے باغیانہ رویّے دکھائے جا رہے ہوں۔ یہ ماحول پھر ایسی طبیعتوں سے میل نہیں کھاتا۔ لازماً پھر ایسا شخص پاکیزہ ماحول کی تلاش میں ہوتا ہے یا اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے کوشش کرتا ہے جس میں وہ رہ رہا ہے۔ پس جب یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو وہی پھر حقیقی عید منانے والی بناتی ہیں۔ ورنہ آج عید کے لئے جمع ہو کر اچھے کپڑے پہن کر اور آج کے دن نمازوں کی بھی پرواہ نہ کر کے اگر ہم نے عید منائی تو یہ عید نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ایک قابل افسوس جھمگٹا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی عیدوں کو تکبیرات سے خوبصورت بناؤ۔

(المعجم الاوسط جلد 5 صفحہ 215 باب من اسمہ عبد اللہ حدیث 4373)

عید کے دن اگر یہ خیال رہے کہ مَیں نے خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔ تبھی تکبیرات کی طرف بھی توجہ رہے گی تبھی یہ خیال رہے گا کہ جو نیکیوں کے حصول کی کوشش میں نے رمضان میں کی اس کا شکرانہ آج تکبیرات کی صورت میں ادا کروں، دعاؤں کی صورت میں ادا کروں، ذکر الٰہی کی صورت میں ادا کروں۔ آج ان تکبیرات پر غور کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کروں اور جب یہ اِدراک حاصل ہو جائے گا تو قدرتی طور پر پھر ہر آنے والا لمحہ جو ہے خدا تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار بنانے والا ہوگا۔ اس کے حکموں اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا ہوگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا مطیع بن جائے اس کے لئے ہر روز ہی پھر روزِ عید ہو جاتا ہے۔ پس یہ عید حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے نہ کہ زندگی بخش قربانی کا انتیس روزہ مظاہرہ کرتے ہوئے عید کے روز روحانی مردنی اپنے اوپر وارد کرتے ہوئے ہم عید منائیں۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی زندگیاں گزارنے والے ہیں وہی حقیقی عید منانے والے ہیں۔ جس دن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی برائیوں کو دور کرنے کا عہد کیا، جس دن انسان نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کیا اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا تو حقیقی عید وہی ہوگی۔ پس آج اگر ہم اپنے رمضان کو بھولنے کا نہیں بلکہ یاد رکھنے کا عہد کریں تو ہماری عید مبارک عید ہے اور ہمارا رمضان بھی بڑا مبارک رمضان ہے۔ ہماری دنیا و عاقبت بھی اس سے سنور جائے گی اور یہ عید ہماری دنیا و عاقبت سنوارنے والی عید بن جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر ہے اور مبارک دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو اِن سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بداعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دُور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دُور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرة: 223) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 149-148۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس حقیقی عید یہی ہے کہ جو پاک تبدیلیاں ہیں وہ پیدا کی جائیں، اپنی حالتوں کو بدلا جائے۔ پس اگر ہم نے یہ رمضان اس کوشش میں گزارا ہے کہ سچی توبہ کریں اور اپنی پوری کوشش بھی کی ہے تو ہمارے لئے ہر دن جو رمضان میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے چڑھا تھا عید کا دن تھا لیکن اس کا اظہار ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آج کر رہے ہیں۔

یہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھیں ان کا یہ ترجمہ ہے کہ: اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اپنی جان اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے۔ لوگوں میں ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت کے دائرے میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

اس میں خدا تعالیٰ نے بعض حقوق کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ پاک تبدیلیوں کا اظہار کس طرح ہوتا ہے۔ یہ کس طرح پتا چلے کہ واقعی ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کی ہے۔ فرمایا کہ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ کہ اپنی جان خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتے ہیں۔ ایسے لوگ جو سچی توبہ کرنے والے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول چاہنے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر پھر اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور جو اپنی جان خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کے لئے تیار ہو اس سے یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے باہر نکلے گا۔ وقتی جوش

کے تحت، غصّہ میں اور اَناؤں کی خاطر اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے والے بھی جان قربان کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کی قربانی اپنی خاطر ہوتی ہے یا اگر ملک کے سپاہی بھی ہیں تو ان کی اس قربانی کا ایک تو عوض ان کو تنخواہ مل رہی ہوتی ہے، ایک رقم مل رہی ہوتی ہے، پھر ان کی ایک ٹریننگ، سوچ ہی اس طرح بنا دی جاتی ہے کہ صرف تم نے یہ کام کرنا ہے اور اس کا مقصد بھی خدا تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پاک تبدیلی پیدا کرنے والے جو ہیں وہ سوچ سمجھ کر لیتے نہیں ہیں۔ ان کو کوئی دنیاوی لالچ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی رضا سے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی جان پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی رضا کے حصول کے لئے اپنی جان کا سودا خدا تعالیٰ سے کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کو بیچتے ہیں اور نفس کو بیچنا صرف وقتی جوش کے تحت نہیں ہوتا۔ جان قربان کرنا نہیں صرف بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مستقل طور پر زندہ رہتے ہوئے حقوق العباد بھی ادا کرنے ہیں اور حقوق اللہ بھی ادا کرنے ہیں۔ بعض مواقع پر حقوق العباد کی ادائیگی جو ہے وہی حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف لے جاتی ہے۔ پس ایسے لوگ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے کوشاں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

پس حقیقی عید کا اظہار ایک مومن سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ ہر طرح کے حقوق ادا کر رہا ہو۔ ہر روز اپنی زندگی جو ہے اس کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیچنے والا ہو۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہزاروں ہیں جو اس جذبے سے قربانی کے لئے تیار ہیں اور کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسے بجا لانا ہے۔ اپنی روحانیت سنوارنے کے ساتھ دوسروں کے جذبات کی خاطر بھی قربانی دیتے ہیں اور یہ قربانی اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ ان کی نظر صرف اپنے بیوی بچوں اور اپنی ذاتی ضروریات پر نہیں ہوتی بلکہ غریبوں اور یتیموں کا بھی ان کو خیال رہتا ہے۔

پس عید میں پاک تبدیلی کا اظہار ایک احمدی سے اس صورت میں بھی ہونا چاہئے کہ وہ یتیموں اور غریبوں کے لئے بھی قربانیاں کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ غریب اور سائل کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یتیم کی پرورش کرو۔ پس دنیا میں ہر جگہ یتیموں کا خیال رکھنے اور غریبوں اور ضرورتمندوں کی ضروریات کے لئے بھی احمدیوں کو اپنے دلوں کو پہلے سے زیادہ کھولنا چاہئے۔ یہاں یوکے (UK) کی احمدیہ انجنیئرز ایسوسی ایشن یا یورپین چیپٹر کے ہیں انہوں نے ایک بہت اچھا منصوبہ بنایا ہے کہ افریقہ میں ایک گاؤں کو لینا چاہتے ہیں جہاں وہ اپنے خرچ پر بجلی اور پانی کی سہولت مہیا کریں گے اور یہ ممبران جو ہیں وہ کہتے ہیں ہم خود اپنے طور پر کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبے کو قبول کرے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نیکیوں کا یہ کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی بھی پھر ان پر اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے رہا ہے اَور ملکوں سے بھی صاحب حیثیت لوگوں کو اپنے لازمی چندہ جات کے علاوہ بھی ایسے کار خیر کے جو کام ہیں ان میں حصہ لینا چاہئے۔ لازمی چندہ جات کا ایک بہت بڑا حصہ جو ہے وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف چلا جاتا ہے جیسے مساجد بنانا ہے، مشنز کھولنا ہے، لٹریچر شائع کرنا ہے اور تبلیغ کے دوسرے ذرائع ہیں۔ ان میں بہت بڑی رقم استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو مخیّر اور صاحب حیثیت لوگ ہیں ان کو ایسی قربانیوں میں بھی حصہ لینا چاہئے جو غریبوں کے حقوق کی بجا آوری کے لئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رَؤُوْفٌ بِالْعِبَادِ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رأفت اور محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے وَاللّٰہُ رَءُ وْفٌ بِالْعِبَادِ۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 90۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان) یعنی ایسی پاک زندگی کا وارث ان قربانیوں کی وجہ سے ہو جو اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا مشاہدہ کرے۔ اپنی زندگی کا جو کچھ ہے وہ وقف کر دے۔ بیشک انسان کے اپنے حقوق ہیں، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ہیں، ان کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے لیکن صرف نفس پرستی کا خیال نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ صورتحال ہو گی تو اگلے جہان میں بھی ایسے لوگ پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پھر اگلی آیت میں خدا تعالیٰ مومنوں کو توجہ دلاتا ہے کہ ایمان کامل کرنے کے لئے کامل اطاعت ضروری ہے۔ یعنی صرف حقوق اللہ کی ادائیگی سے اطاعت کے معیار بلند نہیں ہوں گے۔ صرف حقوق العباد کی ادائیگی سے اطاعت کے معیار بلند نہیں ہوں گے۔ صرف ایک مہینے کی عبادت اور قربانی سے اطاعت کے معیار بلند نہیں ہوں گے صرف قرآن کریم کے چند احکامات پر عمل کرنے سے اطاعت کے معیار بلند نہیں ہوں گے۔ صرف اپنی مرضی کے فیصلوں کو قبول کرنے سے نظام جماعت کی اطاعت کے معیار بلند نہیں ہوں گے۔ بلکہ فرمایا تمہارا کُل وجود، تمہاری کُل سوچ، تمہارے تمام جذبات اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے تو تبھی تمہارے انفرادی طور پر بھی اطاعت کے معیار بلند ہوں گے اور من حیث الجماعت بھی ایک نکھر کر چیز سامنے آئے گی۔

بعض لوگ مثلاً میں نے دیکھا ہے کہ اطاعت کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب ان کے خلاف جماعت میں یا قضا میں کوئی معاملہ آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ نہیں ہم نے یہ فیصلہ ملکی عدالت سے کروانا ہے۔ اور جب ملکی عدالت میں فیصلہ لے جانے کے بعد یہ شک ہو جائے کہ ہمارے خلاف فیصلہ ہونے والا ہے تو پھر دوڑتے ہیں واپس کہ نہیں اب جماعت فیصلہ کر دے۔ تو اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کہ فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ کا یہ مطلب بھی ہے کہ اطاعت کامل ہو، نظام جماعت پر اعتماد پورا ہو۔ اگر فیصلہ خلاف بھی ہو تو کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ۔ یہ نہیں کہ جہاں شریعت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو وہاں شرعی طریقے سے اپنے مسائل حل کرواؤ، جہاں ملکی قانون زیادہ فائدہ مند نظر آئے وہاں ملکی قانون سے فائدہ اٹھاؤ۔ پس اللہ تعالیٰ اطاعت کا حکم دینے کے بعد فرماتا ہے کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو یہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ ہر وقت اگر یہ مدّنظر رہے گا کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنی ہے تو شیطان سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کی کوشش بھی ہو گی۔

رمضان میں مجھے بہت سے خطوط آئے کہ دعا کریں کہ رمضان کی پاک تبدیلیاں ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہیں اور شیطان کا غلبہ دوبارہ نہ ہو تو اس کے لئے اگر ہم ایک کوشش سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر چھوٹی سے چھوٹی قربانی اور ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے بھی تیار رہیں گے تو تبھی شیطان سے بھی دور رہیں گے کیونکہ قربانیوں کی طرف تو شیطان نہیں لے جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہیں گے تو یہ تبدیلیاں جو رمضان میں ہم میں پیدا ہوئی ہیں وہ ہمیشہ رہنے والی تبدیلیاں ہوں گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان بڑے عجیب عجیب ذریعوں سے حملے کرتا ہے۔ بعض نیکیوں کی طرف توجہ دلا کر ہی نیکیوں سے روک دیتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کس میں ہے اور ایک احمدی کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا ایک نظام ہے اور نظام جماعت سے چمٹ کر ہی نیکیاں، نیکیاں کہلا سکتی ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی گروہ کو خوشخبری دی ہے جو ایک جماعت ہو گا۔ (ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی افتراق ھذہ الامۃ حدیث 2641) پس جماعت سے منسلک رہنا اور جماعت کی اطاعت کرنا بھی نیکیوں میں بڑھانے کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

پس رمضان نے جو اطاعت کا مضمون ہمیں سمجھایا ہے کہ جائز کاموں کے کرنے اور نہ کرنے میں بھی اطاعت کو ملحوظ رکھو تو اجر پاؤ گے اس مضمون کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور یہی ہماری عید ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔ ایسا ہی وہ شخص جو روحانی حالت کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہے خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعتِ خالق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے''۔ (اپنے تمام وجود کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے اور مخلوق کی خدمت کے لئے بنایا گیا ہے) ''اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں ایسے ذوق و شوق و حضور دل سے بجا لاتا ہے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے''۔ (یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرنا) ''اور ارادہ اس کا خدائے تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہو جاتا ہے اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقّت کی راہ سے بلکہ تلذّذ اور احظاظ کی کشش سے صادر ہونے لگتے ہیں۔'' (اعمال صالحہ جبری نہیں ہوتے بلکہ ان اعمال کو بجالانے کے لئے اس کو ایک لذّت آتی ہے، ایک سرور آتا ہے، ایک مزا آ رہا ہوتا ہے۔ اور ایک حظ اٹھا رہا ہوتا ہے، لطف اٹھا رہا ہوتا ہے اس لئے وہ کرتا ہے اور یہی) وہ نقد بہشت ہے جو روحانی انسان کو ملتا ہے۔'' (یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کر کے اور مخلوق کی خدمت کر کے جو سرور ملتا ہے۔ فرمایا یہی جنت ہے جو اس دنیا میں ملتی ہے) ''اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا وہ درحقیقت اسی کی اظلال و آثار ہے جس کو دوسرے عالم میں قدرتِ خداوندی جسمانی طور پر متمثّل کر کے دکھلائے گی۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 385) اگلے جہان میں جو ملے گا وہ اس کے نمونے ہوں گے گو یہ چیز تو نہیں ہو گی لیکن اس کو کس طرح دکھلائے گا؟ اللہ تعالیٰ اس کو اگلے جہان میں ایک مثال کے رنگ میں پیش کر کے دکھائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ حقیقی لذتوں سے فیض پانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں اور فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔ اپنے اعمال پر نظر رکھنے والے ہوں اور وہ اعلیٰ اعمال بجالانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والے ہوں اور اگر ہمارے قدم اس طرف اٹھتے رہے تو یہی ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے اور یہی ہمارا ایک مقصد ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی عید مبارک کہتا ہوں اور تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی۔ بہت ساری جگہوں پر احمدیوں نے آج ایسے حالات میں عید منائی ہے جو کھلے طور پر اپنی خوشیوں کا اور عید کا اظہار بھی نہیں کر سکے۔ بعض پابندیاں ان پر لگی رہیں۔ بعض جگہ چھپ کر احمدیوں نے عید کی نماز پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے ایسے حالات پیدا کرے کہ وہ آزادی سے اور اپنی مرضی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عیدیں منانے والے ہوں۔ بہرحال تمام دنیا کے احمدیوں کو بہت بہت عید مبارک ہو۔ دعاؤں میں اسیران کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ شہداء کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولادوں کا کفیل ہو۔ ان کو اپنی حفاظت و امان میں رکھے اور بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ مالی قربانی کرنے والے احمدیوں کو اپنی جناب سے بے انتہا نوازے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے اور ہر ضرورتمند، ہر بیمار، ہر وہ شخص جو کسی بھی طرح سے مجبور اور لاچار ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد و نصرت فرمائے اور اس کی پریشانیاں اور تکلیفیں دُور فرمائے۔

بقیہ: نماز جنازہ .... از صفحہ نمبر 11

چھوڑے ہیں۔ آپ کے سب بچے جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم سیف اللہ ہنجرا صاحب (ابن مکرم محمد اکرم ہنجرا صاحب مرحوم آف کینیڈا)

21 دسمبر 2015ء کو اپنے روزگار پر کام کرتے ہوئے بلندی سے گر کر چند روز شدید زخمی رہنے کے بعد 25 دسمبر 2015ء کو 40 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد کو اپنے خاندان میں پہلا احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے مگر ہر دلعزیز تھے۔ سب کا خیال رکھتے، نہایت شفقت کرنے والے تھے۔ ایک لمبا عرصہ اپنی جماعت کے سیکرٹری مال رہے۔ آپ انتہائی عاجز، منکسر المزاج، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے اور جماعت کے وفادار، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد ظفر اللہ ہنجرا صاحب مربی سلسلہ لاس اینجلس کے چھوٹے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

فن لینڈ

مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ کا پہلا سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ کو اپنا پہلا نیشنل سالانہ اجتماع 15 تا 17 مئی 2015ء کو فن لینڈ کے دارالحکومت Helsinki میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

افتتاحی اجلاس میں مکرم بشارت الرحمٰن صاحب صدر خدام الاحمدیہ فن لینڈ نے تلاوت قرآن کریم، نظم اور عہد کے بعد افتتاحی خطاب کیا جس میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور اقتباسات کی روشنی میں خدام الاحمدیہ کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح ذاتی و معاشرتی برائیوں کے حوالے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقتباسات کی روشنی میں خدام کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دینے کی تلقین کی۔

اس دو روزہ اجتماع کے دوران مختلف ورزشی و علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں اطفال و خدام نے زوق وشوق سے حصّہ لیا۔

اختتامی اجلاس میں مکرم عطاء الغالب صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ فن لینڈ نے پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے خدام الاحمدیہ فن لینڈ کو پہلے سالانہ اجتماع کے انعقاد پر مبارکباد دی۔ اور ساتھ ہی خدام کو جماعت میں ان کی کلیدی حیثیت اور ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔

دعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل حاضری 71 رہی جن میں سے 60 خدام 8 اطفال اور 3 انصار شامل تھے۔ الحمدللہ۔ خدام اور اطفال کی تجنید کے مطابق یہ 80 فیصد ہے۔

☆......☆......☆

جزائر فجی

جماعت احمدیہ جزائر فجی کی تیسری نیشنل تربیتی کلاس کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جزائر فجی کو مورخہ 4 تا 10 دسمبر 2015ء تیسری نیشنل تربیتی کلاس بمقام فضلِ عمر صووا منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

امسال فجی کی آٹھ جماعتوں سے 41 طلباء و طالبات نے شرکت کی جبکہ گزشتہ سال شاملین کی تعداد 37 تھی۔ جزیرہ طوالو سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نوجوان کو بھی امسال اس تربیتی کلاس میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

مکرم طارق احمد رشید صاحب مربی سلسلہ جزائر فجی کی رپورٹ کے مطابق کلاس کا آغاز مکرم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج جزائر فجی کی زیرِ صدارت مورخہ 4 دسمبر 2015ء بعد نمازِ جمعہ ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم کے بعد صدر صاحب صووا برانچ خلیل حسین صاحب نے تمام شاملین اور مربیان کا استقبال کیا۔ بعدازاں مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے بچوں کو کلاس کے مقصد بیان کرتے ہوئے نصائح کیں۔ آپ نے کہا کہ یہاں آنے کا مقصد صرف علم کا حصول نہیں بلکہ اپنی تربیت اور اخلاص کے معیار کو بڑھانا ہے۔ نیشنل سیکرٹری مال ممتاز علی مقبول صاحب نے دعا کروائی اور یوں کلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

لجنہ اور ناصرات کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ اور اُن کی ٹیم کے سپرد تھی۔

اِن ایام میں باجماعت نمازِ تہجد اور درس القرآن کے ساتھ ساتھ طلباء کی تعلیم کے لئے یسرنا القرآن، ناظرہ قرآن، حفظ قرآن، نماز باترجمہ، دینی معلومات، احادیث اور تاریخِ اسلام احمدیت کی باقاعدہ کلاسز کروائی جاتی رہیں۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ خلفاءِ راشدین، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ کی سیرۃ کو بیان کیا جاتا رہا۔ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ہمارا خدا کا مطالعہ بھی کروایا گیا۔

صاحبِ علم احباب نے مختلف موضوعات پر لیکچرز دیئے۔ طلباء کو نماز پڑھانے اور درسِ حدیث دینے کی تربیت بھی دی گئی۔ پروگرام کو interactive بنانے کے لئے پیارے آقا کی بچوں کے ساتھ تربیتی کلاس اور خطبہ جمعہ کی ویڈیوز دکھائی گئیں اور مجالس سوال جواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔ صحت اور تفریح کا خیال رکھتے ہوئے باقاعدہ کھیل کا انتظام بھی رہا۔

تربیتی کلاس کے اختتام پر تمام طلبا و طالبات نے بڑی محبت سے اپنے پیارے امام کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے اور آخر پر تحریری امتحان بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کلاس میں پانچ بچوں نے یسرنا القرآن مکمل کر کے قرآنِ کریم پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

مورخہ 10 دسمبر 2015ء کو کلاس کے اختتام پر طلبا و طالبات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم ڈاکٹر ایم علی بریبو صاحب نے کلاس کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج جزائر فجی نے شامل ہونے والے بچوں اور بچیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ اپنے حلقہ جات میں عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے عبادات اور مسجدوں کی آبادی اور قرآنِ کریم کی تلاوت کو باقاعدگی سے بجالائیں۔ دعا کے بعد کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

☆......☆......☆

یوکے

PAAMA لندن ریجن کے زیر اہتمام تربیت اور صنعت و تجارت ورکشاپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے Pan-African Ahmadiyya Muslim Association لندن ریجن کو 27 دسمبر 2015ء بروز اتوار Peckham کے نماز سینٹر میں تربیت اور صنعت و تجارت ورکشاپ کے عنوان سے پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم Sadique Quansh صاحب صدر لندن ریجن کی محررہ رپورٹ کے مطابق پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نیشنل سیکرٹری تربیت مکرم Nisar Orchard صاحب نے ایک Presentation پیش کی جس میں متعدد تربیتی امور کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح یہ امور تقویٰ کے حصول کے لئے ہماری زندگیوں میں ممدو معاون ثابت ہوسکتی ہیں اور تقویٰ ہی ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔

پروگرام کے مطابق دوسری presentation شعبہ صنعت و تجارت برطانیہ کی طرف سے مکرم احمد سلام صاحب نے پیش کی۔ شعبہ کا تعارف کرواتے ہوئے مختصراً اس کی اغراض و مقاصد بیان کیں اور بتایا کہ اس شعبہ کا مقصد افراد جماعت میں ہنر، دستکاری اور تجارت کے امور سکھانا اور ان امور کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

اس کے بعد شاملین کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ان گروپس میں کسی نئے بزنس سے متعلق اپنے اپنے خیالات پر بات چیت کرنا اور اس کو کامیاب بنانے کی نئی راہیں تلاش کرنا مقصود تھا۔ بعدازاں ہر ٹیم کے گروپ لیڈر نے اپنے اپنے گروپ کی رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد اختتامی خطاب PAAMA کے نیشنل صدر مکرم Tommy Kallon صاحب نے کیا۔

مولانا یوسف یاسین صاحب نائب امیر جماعت گھانا بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ آپ نے پروگرام کے آخر پر اختتامی دعا کروائی۔

اس پروگرام کی کُل حاضری 91 رہی جن میں سے مرد حضرات 47 تھے اور 44 خواتین۔

☆......☆......☆

الفضل اخبار خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ دعوت الی اللہ کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

غارحرا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 نومبر 2011ء میں غارحرا کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون (ماخوذ ازگلوبل سائنس) شامل اشاعت ہے۔

مغربی سعودی عرب میں زیادہ تر آتشیں چٹانیں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح کا علاقہ ارضیاتی زبان میں شیلڈ ایریا (Shield Area) کہلاتا ہے۔ یہ ایریا زمین کا سب سے زیادہ مضبوط حصہ سمجھا جاتا ہے جہاں زلزلے وغیرہ آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ شیلڈ ایریا کی چٹانیں دنیا کی قدیم ترین چٹانیں ہیں۔ یعنی جب زمین نے تقریباً چارارب سال پہلے ٹھوس شکل اختیار کی تو یہ اس وقت سے موجود ہیں اور تقریباً ساٹھ کروڑ سال پر پھیلے ہوئے زمینی ادوار میں انہی کی ٹوٹ پھوٹ سے مختلف قسم کی تہہ دار چٹانیں پانی اور خشکی پر بنتی رہی ہیں۔ انہی حقائق کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ غار ہمیشہ سے موجود تھا۔

مکّہ کے چاروں طرف ریتلے صحرا میں چھوٹی بڑی اونچائی کی پہاڑیاں موجود ہیں جن میں کعبہ سے قریباً 5 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع جبل النور ہے جس کے درمیان میں اونچی چوٹی پر ایک ہموار سطح موجود ہے جس کے ایک کونے پر غارِحرا موجود ہے۔ یہ حقیقی معنوں میں ایک غار نہیں جو کہ عام غاروں کی طرح شکست وریخت کے عمل اور چٹانوں کے تحلیل ہونے سے بنا ہو۔ یہ گرینائٹ چٹانوں کے ٹکڑوں کی ایک خاص ترتیب سے بنا ہے جس سے ایک مثلث نما مخروطی خلا سا بن گیا ہے۔ ان پتھروں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ چھوٹی چھوٹی درزیں بھی موجود ہیں جن سے دوپہر کے بعد سورج کی پتلی پتلی شعاعیں اندر آسکتی ہیں اور غار ہمیشہ ہوادار بھی رہتا ہے۔

غارِحرا بمشکل 2 میٹر لمبا ہے اور جس کے تکونے منہ کی اونچائی پونے 2 میٹر ہے جبکہ نچلی دہلیز سے غار کے منہ کی چوڑائی قریباً ایک میٹر ہے۔ مکہ سے جبلِ نور تک کا درمیانی راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو بالکل سنسان اور غیرآباد ہوگا۔ یقیناً ایک بہت جری انسان ہی اس راستے پر اس زمانے میں آجاسکتا تھا اور ایک بہت طاقتور انسان ہی اتنی بلندی پر اکثر جاسکتا ہے۔

جبلِ نور کی اونچائی سطح سمندر سے قریباً ساڑھے پانچ سو میٹر ہے جبکہ مقامی طور پر پہاڑ کی چڑھائی قریباً 200 میٹر ہے جو خاصی مشکل بھی ہے۔ پہاڑ پر تمام اطراف میں پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہیں اور اوپر جاکر چڑھائی تقریباً عمودی رُخ پر ہوجاتی ہے۔ اس سے اوپر چڑھنا خاصا مشکل ہوجاتا ہے۔

پہاڑ کے اوپر پہنچ کر خاصا چلنے کے بعد اچانک تقریباً 8 میٹر اونچا کٹاؤ نظر آتا ہے جس کے نیچے پہلی بار غار نظر آتا ہے۔ پھر غار تک پہنچنے کے لئے تقریباً 60 درجہ کی اترائی ہے جس میں اب چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں بنادی گئی ہیں۔

نیچے تقریباً 2 میٹر چوڑا فرش سا ہے جس میں بڑے بڑے پتھر اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ دوسری طرف جانے کا راستہ بظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن ان پتھروں کے درمیان میں ایک پتلا راستہ موجود ہے جس سے ایک دبلا پتلا آدمی ہی گزرسکتا ہے۔ ان پتھروں کے درمیان سے گزرکر جب دوسری طرف پہنچیں تو بائیں ہاتھ پر غارِحرا موجود ہے۔ یہ سوچ کر کہ یہ پتھر اس وقت بھی موجود تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر آتے تھے، ایک بہت خوش کن احساس ہوتا ہے کہ ہم ان پتھروں کو چھوتے ہوئے گزر رہے ہیں جنہیں آپؐ نے چھوا ہوگا۔

غار کے سامنے قریباً 4×6 میٹر کی مسطح جگہ ہے جو غارحرا اور اس کے سامنے 8 میٹر اونچی عمودی دیوار کے درمیان موجود ہے۔ غار کے اندر سیدھے ہاتھ کی طرف تقریباً 60 سینٹی میٹر لمبی، 50 سینٹی میٹر چوڑی اور 30 سینٹی میٹر اونچی مسطح سی جگہ ہے جس کے ساتھ باہر کی طرف ایک آرام کرسی کی پشت جیسا اتنا ہی چوڑا ایک پتھر ہے جس سے ٹیک لگاکر اور ٹانگیں پھیلا کر آرام کیا جاسکتا ہے۔ غار کے بالکل آخری کونے پر ایک مربع شکل کی سٹول نما چھوٹی سی چٹان ہے جس پر بیٹھ کر انسان بہت سکون اور مکمل تنہائی میں سوچ بچار کرسکتا ہے۔ کسی عقیدتمند نے غیرضروری طور پر غار کے فرش پر سفید رنگ کی ٹائلیں لگادی ہیں جس سے غار کی اصل شکل برقرار نہیں رہی۔

دراصل ایک درمیانے قد اور جثّہ کا انسان ہی غار کے اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور ایک دبلا پتلا انسان ہی ان چٹانوں کے درمیان میں موجود درزنما جگہ سے گزرکر غار تک پہنچ سکتا ہے۔

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کا کلام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 نومبر 2011ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کے قلم سے محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کے علم کلام کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

1952-53ء میں ربوہ میں مکرم مولوی ظفر محمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نظموں کا بہت شہرہ تھا۔ مولوی صاحب موصوف احمدنگر میں رہتے تھے۔ ویسے تعلق ڈیرہ غازیخان کے علاقہ سے تھا۔ اُن کے والد صاحب نے 1903ء میں احمدیت قبول کی۔ وہ زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے مگر ذاتی شوق سے عربی فارسی کے علوم کی تحصیل کی۔ یہی ذوق ان کے خلف رشید، مولوی ظفر محمد صاحب کو ورثہ میں ملا۔ آپ عربی، فارسی اور اردو کے فاضل تھے۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوکر سلسلہ کی خدمت میں مستعد رہے۔ ان کی اکثر نظمیں رسالہ ''الفرقان'' اور اخبار ''الفضل'' میں احترام سے چھاپی جاتی تھیں۔

درویشان قادیان کے حوالہ سے کہی جانے والی آپ کی ایک خوبصورت نظم نے بہت شہرہ حاصل کیا ؎

بہت بڑا ہے تمہارا مقام درویشو!
کرو قبول ہمارا سلام درویشو!

اس کے ساتھ آپ کی ایک اور نظم نے بھی عوام و خواص سے قبول عام کی سند حاصل کی ؎

نہ بھر آہیں فراق قادیاں میں
نہ ہو مصروف یوں آہ و فغاں میں
خدا کے کام بے حکمت نہیں ہیں
ہوا ہے مبتلا تُو کس گماں میں

رفتہ رفتہ قادیان کی ہجرت کا کرب گوارا ہوتا گیا۔ وہ زخم مندمل تو نہ ہوا مگر اس کی کسک کم ہوتی گئی۔ ربوہ میں پروانے شمع خلافت کے گرد جمع ہوتے رہے۔ ربوہ نے مرجع خلائق ہونے کا شرف حاصل کرلیا۔ اس مرکز کے ساتھ بھی مولوی صاحب کی وابستگی اسی طرح پختہ اور مستحکم رہی۔

1973ء میں سیلاب آیا تو آغا شورش کاشمیری نے ایک نظم لکھی:

ربوہ بھی غرق ہوگا کسی وقت بالضرور
تاخیر ہو گئی ہے خدا کے عذاب میں!

اس زوردار نظم کا جواب مولوی ظفر محمد صاحب نے اس سے بھی زیادہ زوردار اور شاندار الفاظ میں لکھا:

آغا ہے آج جانئے کیوں پیچ و تاب میں
دل اس کا بے قرار ہے، جاں اضطراب میں
کوئی یہ اس سے پوچھے کہ اے بے ادب بتا!
گستاخیاں یہ کیسی ہیں ربوہ کے باب میں!
ربوہ کے پاؤں چوم کر جاتا ہے کیوں گزر!
پاسِ ادب ہے گویا کہ آب چناب میں!
نادان تیرے دل میں تعصّب کی آگ ہے
تُو جل رہا ہے بغض و حسد کے عذاب میں!

مولوی صاحب کی یہ نظم اپنے اندر سیلاب کی سی روانی رکھتی تھی اور شورش کاشمیری کی نظم کا مسکت جواب ہے۔

مکرم مولوی صاحب کے ہاں بیانیہ نظمیں بہت ہیں۔ اور بیانیہ نظمیں لکھنے کے لئے زبان پر قدرت کا ہونا لازمی امر ہوتا ہے۔ مثلاً درج ذیل نظم جامعہ احمدیہ احمدنگر کے ان فارغ التحصیل مہمانوں کی تقریب میں پڑھی گئی جو 1955ء میں جامعہ میں تشریف لائے تھے۔

اے طالبانِ علم دبستانِ جامعہ
دیکھو انہیں جو آج ہیں مہمانِ جامعہ
ظاہر ہیں قوم قوم میں آثارِ زندگی
جاری ہے ملک ملک میں فیضانِ جامعہ
لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہ ہو
نکتہ رہے یہ یاد، عزیزانِ جامعہ!

کیا صاف ستھری، سادہ، شستہ اور رفتہ زبان ہے۔ اسی لئے تو حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے لکھا ہے: ''ان کا اسلوب کلام، سلاست اور روانی، محاورہ اور بندش کی خوبی اور فن شاعری کے لحاظ سے قابل قدر تصنیف ہے اور بہت سی نظمیں اپنی خوبی کے لحاظ سے سہل ممتنع ہیں!''

مکرم مولوی ظفر محمد ظفر صاحب کے ہاں مقصدی شاعری کی فراوانی ہے۔ بے مقصد قافیہ پیمائی یا تُک بندی نہیں۔ خود فرماتے ہیں:

یا ربّ مشاعرے کو نہ اپنا قدم چلے
جب تک دماغ لے کے نہ مضموں اہم چلے
بے سُود شاعری میں نہ اپنا گھسے قلم
تائیدِ دینِ حق میں ہمارا قدم چلے!

آپ کو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی اس لئے ان کے ہاں تینوں زبانوں کی یکجائی کے نمونے ملتے ہیں اور تینوں زبانوں میں علیحدہ علیحدہ طبع آزمائی کے نمونے بھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ ان کا ''طرز بیان نہایت دل نشیں (ہے) فارسی اردو اور عربی پر برابر دسترس'' (حاصل ہے)۔

مکرم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے بھی ان خصوصیات کو سراہا ہے کہ: ''انہیں عربی اور فارسی نظم لکھنے کا بھی ملکہ ہے''۔

ان کے عربی اور فارسی کے امتزاج کا ایک نمونہ ان کی وہ نظم ہے جس کا ایک مصرعہ عربی اور دوسرا فارسی کا ہے:

شراب روح پرور بخش ساقی
تَکَادُ تَبْلُغُ النَّفْسُ التَّرَاقِی
قسم بخدا کہ صادق ہست احمد
اِلَی رَبِّ الْعُلٰی نِعْمَ الْمُرَاقِی
پیام وصل جاناں احمدیت
تُبَشِّرُنَا بِرَیْحَانِ التَّلَاقِی
ظفرؔ گر ہوش میداری تَوَکَّلْ
عَلَی اللّٰہِ الَّذِیْ حَیٌّ وَّ بَاقِی

محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 نومبر 2011ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم، واقف زندگی اور سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی 3 نومبر 2011ء کو ربوہ میں بعمر 91 سال وفات پاگئے۔

آپ 16 فروری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت مولوی محمود حسن خان صاحبؓ (یکے از 313 صحابہ) نے 1890ء میں اور آپ کے والد حضرت محمد حسن آسان صاحبؓ دہلوی نے 1900ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔

محترم مسعود احمد خان صاحب نے 1944ء میں خدمت دین کے لئے زندگی وقف کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کا روزنامہ الفضل میں بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر تقرر فرمایا اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے جرنلزم میں پوسٹ گریجوایٹ کروایا۔ بعد ازاں آپ نے 1946ء تا 1971ء اسسٹنٹ ایڈیٹر اور 1971ء تا 1988ء ایڈیٹر روزنامہ الفضل کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1960ء تا 1973ء ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ رہے۔ آپ مجموعی طور پر 43 سال تک الفضل قادیان، لاہور اور ربوہ کے ادارہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ بعض دوروں پر بیرونی ممالک میں جانے کی سعادت بھی پائی۔ 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر آپ کو جرمنی میں قضاء کا نظام قائم کرنے کی توفیق ملی۔

آپ کی خودنوشت سوانح ''سفر حیات'' پر تبصرہ الفضل انٹرنیشنل 4 دسمبر 2015ء کے الفضل انٹرنیشنل کے ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بن چکا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 نومبر 2011ء میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے قلم سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نعتیہ عربی شعر کا منظوم ترجمہ شامل اشاعت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عشق رسولؐ عربی کا ایک منفرد انداز

یُحِبُّ جَنَانِیْ کُلَّ اَرْضٍ وَطِئْتَھَا
فَیَالَیْتَ لِیْ کَانَتْ بِلَادُکَ مَوْلِدَا

منظوم اردو ترجمہ

مجھے اس زمیں سے محبت بہت ہے
جہاں بھی پڑے ہیں تمہارےؐ قدم
مقدر میں میرے بھی اے کاش ہوتا
کہ بستی میں تیری میں لیتا جنم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 22, 2016 – April 28, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 22, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Yassarnal Quran: Lesson no. 5.
01:20	Huzoor's Mulaqat With Dutch Guests: Recorded on May 19, 2012.
02:15	Spanish Service
02:45	Pushto Service
03:20	Tarjamatul Qur'an Class
04:20	Ilmul Abdaan
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 55.
06:00	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 28-40 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: Importance of Prayer
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 6.
06:55	Huzoor's Address In Koblenz: Recorded on May 30, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 16, 2016.
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh
13:35	Tilawat
13:50	Seerat-un-Nabi
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2012.
15:35	Science Kay Naey Ufaq
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Huzoor's Address In Koblenz [R]
19:40	Open Forum
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday April 23, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:55	Huzoor's Address In Koblenz
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 22, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 16, 2016.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 56.
06:00	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 41-49 and 50-54 with Urdu translation.
06:15	In His Own Words
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:10	Taleem And Tarbiyyati Class: Recorded on April 14, 2014.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Recorded on August 23, 1987.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Taleem And Tarbiyyati Class [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 190.
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday April 24, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
01:30	Taleem And Tarbiyyati Class
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on April 22, 2016.
04:00	Maidane Amal Ki Kahani
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 57.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 1-18 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 6.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on February 24, 2013.
08:05	Faith Matters: Programme no. 190.
09:10	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation delivered on January 2, 2015.
12:10	Tilawat
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 22, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2012.
15:15	Kids Time: Programme no. 28.
16:00	Live Press Point
17:05	Guftugu
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches
21:00	Press Point [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday April 25, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 6.
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:30	Roots To Branches
02:55	Friday Sermon: Recorded on April 22, 2016.
04:10	Sach Toh Yeh Hai
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session 58.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 19-33 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
06:55	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 30, 2012.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation delivered on November 27, 2015
11:20	Jalsa Salana Speeches: Recorded on December 28, 2015.
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	From The Archives: Friday Sermon recorded on June 4, 2010.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
15:50	Ahmadiyyat In Belize
16:05	Rah-e-Huda: Recorded on April 23, 2016.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:35	Somali Service
20:10	Hamari Taleem
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	From The Archives [R]
23:15	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday April 26, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:30	Kids Time
03:05	From The Archives
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 59.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 34-48 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 7.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on February 24, 2013.
08:05	Food For Thought
08:35	Open Forum
09:05	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation delivered on April 22, 2016.
12:05	Tilawat
12:15	In His Own Words [R]
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 190.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service
15:40	Open Forum [R]
16:20	Noor-e-Mustafwi
16:35	A Documentary About Dowie
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation delivered on April 22, 2016.
20:30	Live The Bigger Picture
21:15	Noor-e-Mustafwi [R]
21:30	Art Class
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 27, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:35	A Documentary About Dowie
03:30	Story Time
03:50	Food For Thought
04:25	Art Class
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 60.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 49-64 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:00	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 14, 2014.
08:00	The Bigger Picture
08:50	Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1987.
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation delivered on April 22, 2016.
12:00	Tilawat
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
13:00	From The Archives: Recorded on May 28, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:40	Kids Time: Programme no. 28.
16:15	Roohani Khazaa'in Quiz
16:35	Faith Matters: Programme no. 179.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:25	French Service
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:05	Kids Time [R]
21:40	Roohani Khazaa'in Quiz [R]
22:00	From The Archives [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 23, 2016.

Thursday April 28, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:35	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:10	Open Forum
03:45	Ahmadiyya In Belize
04:00	Faith Matters: Programme no. 179.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 61.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 7.
07:10	Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 1, 2012.
07:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:00	In His Own Words
08:30	Ahmadiyyat In Australia
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 8, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:20	Ilmul Abdaan
11:50	Tilawat
12:00	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon OF Truth: Recorded on April 24, 2016.
14:05	Friday Sermon: Recorded on April 22, 2016.
15:10	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
15:30	Ahmadiyyat In Australia [R]
16:00	Persian Service
16:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Address To US Congress [R]
19:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters: Programme no. 189.
20:40	German Service
21:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 22 April , 2016 Issue No. 17

خطبہ عید الفطر

الحمدللہ کہ آج ہم اس کے فضل سے ایک اور عید الفطر منانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ عید الفطر ہم اس خوشی میں مناتے ہیں کہ ایک مہینہ ہم نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے، اس کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو اُن کاموں سے بھی روکے رکھا جن کے عام طور پر اور عام دنوں میں کرنے پر کوئی پابندی نہیں اور ہر طرح سے جائز ہے۔ پھر اپنی روحانی بہتری اور ترقی کے لئے، اخلاقی بہتری اور ترقی کے لئے، قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کی تلاوت کی برکات سے فیض پانے کے لئے، گزشتہ انتیس دنوں میں ہر ایک نے اپنی اپنی بساط اور استعداد کے مطابق کوشش بھی کی۔

رمضان اطاعت کا بھی اعلیٰ ترین معیار سکھانے کے لئے آتا ہے۔ روحانیت میں ترقی، اخلاق میں ترقی اطاعت میں ترقی کے جو معیار حاصل کرنے کی ہم نے کوشش کی ہے، جس ٹریننگ سے ہم گزشتہ دنوں میں گزرے ہیں اس کو اپنے ساتھ اب چمٹائے رکھنا ہے۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک کے مبارک دنوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔

آج کی عید ہم اس خوشی میں منا رہے ہیں کہ ہم نے یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کا عہد کیا ہے۔ اور اس عہد کے نتیجہ میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننے والے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننے کی خوشخبری ہمیں مل رہی ہے تو پھر ہم یہ عید کیوں نہ منائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم یہ عید مناؤ۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے گنتی کے چند دن روزے رکھے اور اس کے ساتھ اپنی روحانی بہتری کی طرف توجہ بھی دی تو ہمیں اس جذبے کو قائم رکھتے ہوئے اب روزوں کے بعد بھی اپنی عبادتوں کے معیار قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جو شخص اپنی اصلاح کرتا ہے، عبادتوں کے معیار بلند کرتا ہے، اخلاق کے معیار بلند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھاتا ہے تو وہ پھر اپنے آپ کو دنیا کے اس ماحول سے بھی باہر نکالتا ہے جس میں عبادتوں کی طرف سے لاپرواہی برتی جا رہی ہو، جس میں بدخلقیوں کے نمونے دکھائے جا رہے ہوں، جس میں اپنے آپ کو والدین یا بزرگوں اور بڑوں اور نظام جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کے باغیانہ رویّے دکھائے جا رہے ہوں۔

جو اللہ تعالیٰ کا مطیع بن جائے اس کے لئے ہر روز ہی پھر روزِ عید ہو جاتا ہے۔

جس دن انسان نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کیا اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا تو حقیقی عید وہی ہوگی۔ پس آج اگر ہم اپنے رمضان کو بھولنے کا نہیں بلکہ یاد رکھنے کا عہد کریں تو ہماری عید مبارک عید ہے اور ہمارا رمضان بھی بڑا مبارک رمضان ہے۔

عید میں پاک تبدیلی کا اظہار ایک احمدی سے اس صورت میں بھی ہونا چاہئے کہ وہ یتیموں اور غریبوں کے لئے بھی قربانیاں کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ غریب اور سائل کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یتیم کی پرورش کرو۔ پس دنیا میں ہر جگہ یتیموں کا خیال رکھنے اور غریبوں اور ضرورتمندوں کی ضروریات کے لئے بھی احمدیوں کو اپنے دلوں کو پہلے سے زیادہ کھولنا چاہئے۔

لازمی چندہ جات کا ایک بہت بڑا حصہ جو ہے وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف چلا جاتا ہے جیسے مساجد بنانا ہے، مشنز کھولنا ہے، لٹریچر شائع کرنا ہے اور تبلیغ کے دوسرے ذرائع ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو مخیّر اور صاحب حیثیت لوگ ہیں ان کو ایسی قربانیوں میں بھی حصہ لینا چاہئے جو غریبوں کے حقوق کی بجا آوری کے لئے ہیں۔

خطبہ عید الفطر سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21/ستمبر 2009ء بمطابق 21/تبوک 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ (البقرة:208-209)

الحمدللہ کہ آج ہم اس کے فضل سے ایک اور عید الفطر منانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ عید الفطر ہم اس خوشی میں مناتے ہیں کہ ایک مہینہ ہم نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے، اس کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو اُن کاموں سے بھی روکے رکھا جن کے عام طور پر اور عام دنوں میں کرنے پر کوئی پابندی نہیں اور ہر طرح سے جائز ہے۔ پھر اپنی روحانی بہتری اور ترقی کے لئے، اخلاقی بہتری اور ترقی کے لئے، قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کی تلاوت کی برکات سے فیض پانے کے لئے، گزشتہ انتیس دنوں میں ہر ایک نے اپنی اپنی بساط اور استعداد کے مطابق کوشش بھی کی۔

اللہ تعالیٰ نے اگر یہ حکم فرمایا کہ اِن دنوں میں فرض نمازوں کی ادائیگی اور زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے باجماعت نمازوں کی ادائیگی نیز اپنی نمازوں کو مزید نکھارنے، خدا تعالیٰ سے قربت کا موقع حاصل کرنے، کیونکہ رمضان کو فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (البقرة:187) سے خاص نسبت ہے، اور پھر

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں